پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت اور فقہی احکام سے متعلق رسالہ بنام

اَلْاَحْکَامُ الْفِقْهِیَّةُ فِی الْجِرَاحَةِ التَّرْمِیْمِیَّةِ وَالتَّجْمِیْلِیَّةِ

یعنی

پلاسٹک سرجری

فقہ اسلامی کی روشنی میں

تصنیف :

ابو حفص مفتی محمد عرفان عطاری مدنی

پیشکش :

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)

فہرست

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
1	پیش لفظ	4
2	پلاسٹک سرجری کی تعریف ووضاحت	6
3	پلاسٹک سرجری کی اقسام	7
4	(1)اصلاحی عمل جراحی(Reconstructive Surgery)	7
5	(2)تجمیلی عمل جراحی(Cosmetic or Aesthetic Surgery)	8
6	پلاسٹک سرجری کی اقسام کے احکامات کی تفصیل	9
7	اصلاحی عمل جراحی(Reconstructive Surgery)کا حکم	9
8	سرجری(جسم میں چیر پھاڑ کرنے)کا حکم	11
9	مصلحت کی تعریف	13
10	مصلحت کا مصداق بننے اور نہ بننے والی صورتوں کی تفصیل	13
11	پانچ مراتب میں مصلحت ہونے،نہ ہونے کے حوالے سے تحقیق	17
12	سرجری میں استعمال ہونے والے مواد	19
13	(1)اسی انسان کے جسم سے جلد، گوشت،رگ وغیرہ لے کر متاثرہ جگہ لگانے کا حکم	19
14	(2)مصنوعی اعضاء استعمال کرنے کا حکم	30

15	(3)جانور کے اعضاء استعمال کرنے کا حکم	32
16	(4)کسی دوسرے انسان کے اعضاء استعمال کرنے کا حکم	33
17	سرجری کس مقام پر کی جارہی ہے؟	36
18	سرجری کس سے کروائی جارہی ہے؟	39
19	اصلاحی عمل جراحی کی صورتوں کے احکامات کی تفصیل	41
20	جمال مقصود کی وضاحت	42
21	جمال مقصود کے علاوہ ازالہ عیب	45
22	جسمانی تکلیف دور کرنا	52
23	تجمیلی عمل جراحی(Cosmetic or Aesthetic Surgery)کا حکم	53
24	تجمیلی عمل جراحی کی اقسام	55
25	بڑھاپے کی وجہ سے رونما ہونے والی تبدیلیوں کی پلاسٹک سرجری	55
26	پہچان تبدیل کرنے کے لیے عمل جراحی (Identity Change Surgery)	57
27	خلاف جنس سے مشابہت کے لیے سرجری	59
28	جینڈرافرمنگ جراحی کی اہم اقسام	60
29	جسم سے چربی کم کرنا	61
30	ڈھلک جانے والی پلکوں کو نئی شکل دینا	61

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین، وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

انسانی جان، جسم اوراعضا کی حفاظت اسلام کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے جہاں انسانی جسم کو اللہ تعالیٰ کی عظیم امانت قرار دیا ہے، وہیں اس کی حفاظت، علاج اور ضرورت کے وقت اس کی اصلاح کی بھی اجازت عطا فرمائی ہے۔ دوسری طرف محض حسن وجمال میں اضافہ، غیر ضروری تبدیلی، یا فطری ساخت میں بلاضرورت ردوبدل کے متعلق واضح حدود بھی مقرر فرمائی ہیں۔ عصر حاضر میں طب (Medicine) اور جراحی (Surgery) کے میدان میں غیر معمولی ترقی نے ایسے بے شمار نئے مسائل کو جنم دیا ہے، جن میں پلاسٹک سرجری (Plastic Surgery) نہایت اہم اور حساس موضوع کے طور پر سامنے آئی ہے۔

آج پلاسٹک سرجری صرف حادثات، جلنے، پیدائشی نقائص (Congenital Defects) یا جسمانی اعضا کی بحالی تک محدود نہیں رہی، بلکہ حسن وزیبائش، ظاہری دلکشی اور جسمانی ساخت میں تبدیلی کے لیے بھی وسیع پیمانے پر اختیار کی جارہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے متعلق شرعی رہنمائی کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ایک مسلمان کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ کون سی سرجری، علاج اور ضرورت کے دائرے میں آتی ہے، کون سی مصلحتِ شرعیہ پر مبنی ہے، اور کن صورتوں میں یہ محض زیبائش یا غیر ضروری تبدیلی ہونے کی وجہ سے شرعاً ناجائز قرار پاتی ہے۔

زیرِ نظر رسالہ اسی اہم ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں پلاسٹک سرجری کی حقیقت، اس کی مختلف اقسام، ان کے فقہی احکام، ضرورت (Necessity)، حاجت (Need)، منفعت (Benefit)، زینت (Adornment) اور مصلحت کے اصولوں کو نہایت منظم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی قرآنِ کریم، احادیثِ مبارکہ، فقہِ حنفی کے معتبر مصادر اور اکابر فقہا کے

ارشادات کی روشنی میں ہر مسئلے کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ پڑھنے والے نہ صرف حکم کو جان سکیں، بلکہ اس کی شرعی بنیاد اور استدلال سے بھی واقف ہو جائیں۔

اس تحقیق کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جذبات، معاشرتی رجحانات یا جدید طبی ترقی کو معیار بنانے کے بجائے شرعی اصولوں کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ چنانچہ جہاں علاج، جان کی حفاظت، عضو کی بقا یا اس کی کارکردگی کی بحالی مقصود ہو، وہاں فقہی رہنمائی ایک متوازن اور حکیمانہ انداز میں سامنے آتی ہے، اور جہاں مقصد صرف غیر ضروری زیبائش یا فطری ساخت میں بلا وجہ تبدیلی ہو، وہاں شریعت کی مقرر کردہ حدود کو واضح کیا گیا ہے۔ یہی اعتدال (Moderation) اسلامی فقہ کا امتیاز ہے۔

امید ہے کہ یہ رسالہ علماء و مفتیانِ کرام، طلبۂ علومِ دینیہ، ڈاکٹرز، سرجنز (Surgeons)، طبی شعبے سے وابستہ افراد اور عام مسلمانوں کے لیے یکساں مفید ثابت ہو گا، خصوصاً وہ حضرات جو جدید طبی مسائل کو فقہِ اسلامی کی روشنی میں سمجھنا چاہتے ہیں، ان کے لیے یہ ایک رہنما تحریر کی حیثیت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اسے دینِ اسلام کی صحیح خدمت کا ذریعہ بنائے، اس کے مرتب، معاونین اور تمام اہلِ علم کی محنت کو اپنی رضا کے لیے قبول فرمائے، اور اس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو نفع پہنچائے۔ اور اس خدمت دینی کے سبب میری، میرے والدین، اساتذہ کرام اور اہل و عیال کی بے حساب مغفرت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

ابو حفص محمد عرفان مدنی

دارالافتاء اہلسنت (گوجرانوالہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحبک یا حبیب اللہ

پلاسٹک سرجری کی تعریف ووضاحت:

پلاسٹک سرجری کا مطلب ہے: جسم میں کمی بیشی، تبدیلی، مرمت، تعمیر نو، حفاظت وغیرہ کے لیے آپریشن کرنا۔

ویکیپیڈیا پر پلاسٹک سرجری کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

Plastic surgery is a surgical specialty involving restoration, reconstruction, or alteration of the human body.

(پلاسٹک سرجری ایک جراحی خصوصیت ہے جس میں انسانی جسم کی بحالی، تعمیر نو، یا تبدیلی شامل ہے)

(https://en.wikipedia.org/wiki/Plastic_surgery)

Dictionary.com ویب سائٹ پر پلاسٹک سرجری کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

Plastic Surgery: The branch of surgery dealing with the repair or replacement of malformed, injured, or lost organs or tissues of the body, chiefly by the transplant of living tissues.

(پلاسٹک سرجری: سرجری کی وہ شاخ، جو جسم کے خراب، زخمی، یا کھوئے ہوئے اعضا، یا بافتوں کی مرمت یا تبدیلی سے متعلق ہے، خاص طور پر زندہ بافتوں کی پیوند کاری کے ذریعے۔)

(https://www.dictionary.com/browse/plastic-surgery)

پلاسٹک سرجری کی اقسام:

بنیادی طور پر پلاسٹک سرجری کی دو اقسام ہیں:

(1) اصلاحی عمل جراحی (Reconstructive Surgery):

اس میں جسم میں موجود کسی عیب یا نقص کو دور کیا جاتا ہے، خواہ وہ عیب و نقص پیدائشی (Congenital) ہو، یا حادثاتی (Accidental) یا پھر جسمانی تکلیف کو دور کیا جاتا ہے، یا کسی ایسے عضو کی کارکردگی کو بحال کیا جاتا، یا بہتر بنایا جاتا ہے، جس کی منفعت ختم، یا کم ہو گئی ہو، یا کسی عضو کی منفعت کو ختم ہونے سے بچایا جاتا ہے۔

اس وقت جن صورتوں میں اس قسم کی سرجری کی ضرورت پڑتی ہے، ان میں سے چند یہ ہیں:

- "پیدائشی نقائص: (Congenital Abnormalities) جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا (Cleft lip) تالو کا کٹا ہونا (Cleft Palate)، بیرونی کان کا نہ ہونا، سر کی ہڈیوں کا باہم ملا ہونا (Craniosynostosis)۔
- ہاتھ کے پیدائشی نقائص: (Congenital Hand Deformities) جیسے انگلیوں کا جڑا ہونا، اضافی انگلیاں، ہاتھ کا مکمل نہ ہونا وغیرہ۔
- بچوں کی نشوونما کے نقائص: (Developmental Abnormalities)۔
- چوٹ لگنے کی وجہ سے پہنچنے والے زخم، جیسے سر اور چہرے کی ہڈیوں کا ٹوٹ جانا (Craniofacial Skeleton Fracture)۔

- جسم کا جھلس جانا(Burns) وغیرہ۔
- جسمانی تکلیف، خصوصا کمر، گردن اور جوڑوں میں شدید درد کا ہونا۔
- ٹیومر یا کینسر جیسے پستان کا کینسر(Breast Cancer) سر یا گردن کے کینسر (Craniocervical Cancer) جلد کا کینسر(Skin Cancer) ۔وغیرہ"

(2)تجمیلی عمل جراحی(Cosmetic or Aesthetic Surgery):

اس میں کسی عیب یا نقص یا تکلیف کو دور کرنا، یا جان کی حفاظت یا کسی عضو کی کارکردگی ومنفعت کو بحال کرنا یا اسے بچانا مقصود نہیں ہوتا، بلکہ محض افزائش حسن و جمال(یعنی خوبصورتی بڑھانا) مقصود ہوتا ہے۔

سرجری کی اس قسم کے ذریعے جو افعال انجام دیے جاتے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

- پیٹ کا ڈھیلا پن دور کرنا(Abdominoplasty)۔
- ڈھلک جانے والی پلکوں کو نئی شکل دینا(Blepharoplasty)۔
- چھاتی کو بڑا یا چھوٹا کرنا(Breast Reduction)، (Breast Augmentation)
- ناک کو نئی شکل دینا(Rhinoplasty)
- کان کو نئی شکل دینا(Otoplasty)
- چہرے سے جھریاں اور بڑھاپے کی علامات دور کرنا(Rhytidectomy)
- ٹھوڑی کو اوپر اٹھانا(Chin Augmentation)
- رخسار کو اوپر اٹھانا(Cheek Augmentation)

- جلد کو خوبصورت بنانا(Laser Skin Resurfacing)
- مردوں کا سینہ کشادہ کرنا(Male Pectoral Implant)
- ہونٹ کو نئی شکل دینا (Lip Plasty)
- جسم سے چربی کم کرنا(Suction Assisted Lipectomy) وغیرہ۔

پلاسٹک سرجری کی اقسام کے احکامات کی تفصیل

(1)اصلاحی عمل جراحی(Reconstructive Surgery)کا حکم:

اوپر مذکور اصلاحی عمل جراحی کی بیان کردہ وضاحت کے مطابق اصلاحی عمل جراحی میں درج ذیل امور ہوتے ہیں:

(الف)جان کو ہلاک ہونے سے بچانا:

جیسے شدید جھلس جانے کی حالت میں جلد کا ختم ہو جانا، انفیکشن اور موت کا سبب بن سکتا ہے، تو پلاسٹک سرجری کے ذریعے جسم کے دوسرے حصوں سے جلد لے کر متاثرہ جگہ پر لگائی جاتی ہے، جو بیرونی جراثیم سے حفاظت اور جان بچانے کے لیے ضروری ہے۔

اسی طرح کینسر (خصوصا چھاتی یا چہرے کے کینسر) کے ٹیومر کو نکالنے کے بعد، جسم میں پیدا ہونے والے خلا کو پُر کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کی جاتی ہے، تاکہ جسمانی افعال (سانس لینا، کھانا پینا، جو کہ زندگی کی بقا کے لیے ضروری ہیں، وہ) برقرار رہ سکیں۔

(ب)عضو یا اس کی منفعت کو ہلاک ہونے سے بچانا، یا جو منفعت ہلاک ہو چکی، اسے بحال کرنا:

جیسے حادثات (ایکسیڈنٹ یا بم دھماکے وغیرہ) میں جب کوئی عضو بری طرح متاثر ہو جائے،

کچلا جائے، تو پلاسٹک سرجری کے ذریعے خون کی شریانوں، نسوں، اور ہڈیوں کو جوڑ کر، عضو کو کٹنے سے بچایا جاتا ہے۔

اسی طرح سر کی ہڈیاں باہم ملی ہوئی ہوں، تو ایسی صورت میں بینائی متاثر ہو سکتی، دماغی نشو و نما متاثر ہو سکتی ہے۔

اسی طرح ہاتھ کے پیدائشی نقائص میں ہاتھ کی ساخت اس طرح کی ہو کہ کام کاج کی صلاحیت متاثر ہو۔

(ج) کٹے ہوئے عضو کو اس کی جگہ پر لگانا۔

(د) نقائص (عیوب) دور کرنا:

جیسے ہونٹ کٹا ہوا ہے، یا کان پیدائشی طور پر نہیں ہے، یا زائد انگلی ہے وغیرہ۔

(ہ) جسمانی تکلیف دور کرنا:

جیسے ہڈیوں، جوڑوں اور نسوں کا درد، دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کی جاتی ہے۔

ضروری تفصیل:

اوپر مذکور چیزوں کی پلاسٹک سرجری کا حکم جاننے کے لیے درج ذیل چیزوں اور ان کے حکم کی تفصیل جاننا ضروری ہے:

(الف): سرجری (جسم میں چیر پھاڑ کرنے) کا حکم۔

(ب): سرجری میں استعمال ہونے والے مواد اور ان کا حکم۔

(ج): جسم کے کس حصے پر کی جا رہی ہے؟

(د): سرجری کس سے کروائی جارہی ہے؟

احکامات کی تفصیل:

(الف): سرجری کرنے میں جسم کو تکلیف ہوتی ہے اور جسم کو تکلیف پہنچانے کی اسی صورت میں اجازت ہوتی ہے، جب کہ اس میں مصلحت ہو، لہذا کسی قسم کی سرجری کی اجازت اسی صورت میں ہوگی، جبکہ اس سرجری میں کوئی مصلحت ہو، اگر سرجری کرنے میں کسی طرح کی مصلحت نہ ہو، تو کسی قسم کی سرجری کی اجازت نہیں ہے۔

تبیین الحقائق میں ہے: "والأصل أن إيصال الألم إلى الحيوان لا يجوز شرعا إلا لمصالح تعود عليه" ترجمہ: اور اصل یہ ہے کہ جاندار کو تکلیف پہنچانے کی صرف اسی صورت میں شرعا اجازت ہے، جس میں اس کی مصلحتیں ہوں۔[1]

لہذا جس صورت میں سرجری کرنے میں مصلحت نہ ہو، اس صورت میں سرجری کی شرعا اجازت نہیں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اگر یقین، یا ظن غالب ہو کہ سرجری کروانے سے موت واقع ہو جائے گی، تو اس صورت میں سرجری کروانا، جائز ہی نہیں۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "لا بأس بقطع اليد من الآكلة وشق البطن لما فيه كذا في "الملتقط". إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعًا زائدة أو شيئًا آخر قال نصير رحمه الله تعالى: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل، وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك ---- من له سلعة زائدة يريد قطعها إن كان الغالب الهلاك فلا يفعل و إلا فلا بأس به. كذا في خزانة المفتين. --- ولا بأس بشق المثانة إذا كانت فيها حصاة. و في الكيسانيات: في الجراحات

---

1 ---- (تبیین الحقائق، مسائل شتی، ج07، ص465، مطبوعہ کوئٹہ)

المخوفة والقروح العظيمة والحصاة الواقعة في المثانة ونحوها، إن قيل: قد ينجو وقد يموت، يعالج، وإن قيل: لا ينجو أصلاً لا يداوى بل يترک، كذا في الظهيرية" ترجمہ: جس کو آکلہ کا مرض ہو، اس کا ہاتھ کاٹنے میں کوئی حرج نہیں، اور پیٹ کے مسئلے کی وجہ سے پیٹ کی سرجری کرنے میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح ملتقط میں ہے۔ جب کوئی شخص زائد انگلی یا کوئی دوسری چیز کاٹنا چاہے، تو امام نصیر علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اگر اس جیسی چیز کاٹنے میں ہلاکت غالب ہو، تو وہ ایسا نہ کرے، اور اگر حفاظت غالب ہو تو اس کی گنجائش ہے اور جس کے جسم میں کوئی غدود یا زائد گوشت ہو، جسے وہ کاٹنا چاہتا ہے، تو اگر ہلاکت غالب ہو، تو وہ ایسا نہ کرے، ورنہ کوئی حرج نہیں، اسی طرح خزانۃ المفتین میں ہے۔ مثانے میں پتھری ہو تو اس کی سرجری کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور کیسانیات میں ہے: خطرناک اور بڑے زخموں اور مثانے کی پتھری، اور ان جیسے معاملات کی صورت میں اگر کہا جائے کہ بچ بھی سکتا ہے، اور موت بھی ہو سکتی ہے، تو علاج کیا جائے گا، اور اگر کہا جائے کہ بچنے کی کوئی صورت نہیں، تو علاج نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے گا، اسی طرح ظہیریہ میں ہے۔[1]

نوٹ: عضو بھی جان کے حکم میں ہے، تو اسی طرح اگر کسی عضو کی سرجری سے اس عضو کی منفعت کے فوت ہونے کا یقین یا غالب گمان ہو، تو ایسی صورت میں اس عضو کی بھی سرجری کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

مصلحت کے متعلق تفصیل و تحقیق:

اوپر مذکور ہوا کہ سرجری کی مصلحت کے تحت ہی اجازت ہے، تو اب مصلحت کی تنقیح

1.... (فتاوی ہندیہ، ج5، ص360، مطبوعہ کوئٹہ)

ضروری ہے، اس کے لیے اولا مصلحت کی تعریف، اور پھر اس کے بعد اس کا مصداق بننے اور نہ بننے والی صورتوں کی تفصیل بیان کی جائے گی۔

مصلحت کی تعریف:

مصلحت کا مطلب ہے: "جلب منفعت یا دفع مضرت "یعنی منفعت حاصل کرنا، یا ضرر دور کرنا۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "المستصفی فی علم الاصول "میں مصلحت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "أما المصلحة فهي عبارة في الأصل عن جلب منفعة أو دفع مضرة" ترجمہ: مصلحت کا در حقیقت مطلب ہے: منفعت حاصل کرنا یا ضرر کو دور کرنا۔[1]

مصلحت کا مصداق بننے اور نہ بننے والی صورتوں کی تفصیل:

مراتب پانچ ہیں: (الف) ضرورت (ب) حاجت (ج) منفعت (د) زینت (ہ) فضول۔

فضول: یہ کہ بغیر منفعت کے حد سے زیادہ توسیع و تدقیق ہو۔

زینت: یہ کہ مقصود سے محض زائد بات ہے، جس سے معمولی افزائش حسن و خوشنمائی (تھوڑی بہت خوبصورتی اور دلکشی بڑھانے) کے سوا کوئی نفع اور غرض نہیں۔

منفعت: یہ کہ اس کے بغیر کوئی ضرر تو نہیں، لیکن اصل مقصود میں فائدہ مند ہے۔ مگر اس کا ہونا اصل مقصود میں نافع و مفید ہے۔

حاجت: یہ کہ بغیر اس کے ضرر ہو۔

1....(المستصفی فی علم الاصول، ص174، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ضرورت: یہ کہ اس کے بغیر گزارہ نہ ہو سکے، جیسے اتنا کھانا، کہ زندگی کی حفاظت ہو سکے۔[1]

غمز عیون البصائر میں ہے "في فتح القدير هاهنا خمسة مراتب ضرورة وحاجة ومنفعة وزينة وفضول.فالضرورة بلوغه حدا إن لم يتناول الممنوع هلك او قارب، وهذا يبيح تناول الحرام.والحاجة كالجائع الذي لولم يجد ما يأكله لم يهلك غير أنه يكون في جهد ومشقة وهذا لا يبيح الحرام، ويبيح الفطر في الصوم.والمنفعة كالذي يشتهي خبز البر، ولحم الغنم والطعام الدسم والزينة كالمشتهي بحلوى والسكر، والفضول التوسع بأكل الحرام والشبهة" ترجمہ: فتح القدیر میں ہے: یہاں پانچ درجے ہیں: ضرورت، حاجت، منفعت، زینت اور فضول۔ ضرورت یہ ہے کہ آدمی اس حد تک پہنچ جائے کہ اگر ممنوع چیز نہ کھائے، تو ہلاک ہو جائے، یا ہلاکت کے قریب ہو جائے، اور یہ حرام کھانے کو مباح کر دیتی ہے۔ اور حاجت کی مثال اس بھوکے کی سی ہے کہ جو اگر کھانے کو کچھ نہ پائے، تو ہلاک تو نہ ہو گا، لیکن تکلیف و مشقت میں پڑ جائے گا، اور یہ حرام کو مباح نہیں کرتی، البتہ! روزے میں افطار کو مباح کر دیتی ہے۔ اور منفعت کی مثال اس شخص کی سی ہے جو گندم کی روٹی، بکری کے گوشت اور چکنی غذا کی خواہش رکھتا ہو، اور زینت کی مثال اس شخص کی سی ہے، جو مٹھائی اور شکر کی خواہش رکھتا ہو۔ اور فضول (کا مطلب) حرام اور شبہے والی چیزیں، حد سے زیادہ کھانا ہے۔[2]

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد امام اہلسنت، امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "اقول: تكلم رحمه الله تعالٰى فى مادة واحدة بخصوصها وقنع عن التعريفات بالامثلة احالة على فهم

1....(فتاوی رضویہ ملخصا، جلد 1 (ب)، ص 843 تا 845، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

2....(غمز عیون البصائر، ج 1، ص 252، مطبوعہ کراچی)

السامع وفی جعل الحلوی والسکر من الزینۃ تامل فان فی الحلوی منافع لیست فی غیرھا وقد کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یحب الحلواء والعسل کما اخرجہ الستۃ عن ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا وما کان لیحب ما لا منفعۃ فیہ وقدنھاہ ربہ تبارک وتعالٰی عن زھرۃ الحیوۃ الدنیا فلولم تکن الازینۃ لما احبھا "ترجمہ: میں کہتا ہوں: حضرت محقق رحمہ اللہ تعالی نے صرف ایک بات پر کلام کیا اور تعریفات پیش کرنے کے بجائے سننے والے کے فہم کے حوالے کرتے ہوئے مثالوں پر اکتفا کی۔ اور حلوے و شکّر کو زینت میں سے شمار کرنے میں تامل ہے، اس لئے کہ حلوے میں کچھ ایسے فوائد ہیں، جو دوسری چیز میں نہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم حلوا اور شہد پسند فرماتے تھے، جیسا کہ اصحابِ ستّہ نے ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی ہے، اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی یہ شان نہ تھی کہ ایسی چیز محبوب رکھیں، جس میں کوئی فائدہ نہ ہو، حالانکہ انہیں رب تعالی نے دنیاوی زندگی کی آرائش سے منع فرمایا ہے، تو یہ اگر محض زینت ہوتا، تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اسے پسند نہ فرماتے۔"[1]

فتاوی رضویہ میں ایک دوسرے مقام پر امام اہلسنت، امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "علماء فرماتے ہیں: مراتب پانچ ہیں:

(1) ضرورت (2) حاجت (3) منفعت (4) زینت (5) فضول۔

امام محقق علی الاطلاق نے اسے اقسام اکل میں دکھایا، اور ضرورت یہ بتائی کہ بے اس کے ہلاک یا قریب ہلاک ہو، اور حاجت یہ کہ حرج ومشقت میں پڑے، باقیوں کی تعریف نہ فرمائی مثال

1.... (فتاوی رضویہ، ج 1، "ب"، ص 847، 846، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بتائی۔۔۔ فقیر بقدر فہم کلام عام کرے فاقول: (پس میں کہتا ہوں): پانچ چیزیں ہیں جن کے حفظ کو اقامت شرائع الٰہیہ ہے:

(1) دین و (2) عقل و (3) نسب و (4) نفس و (5) مال

عبث محض کے سوا تمام افعال انہیں میں دورہ کرتے ہیں۔

ضرورت: اب اگر فعل ان میں کسی کا موقوف علیہ ہے کہ بے اس کے یہ فوت یا قریب فوت ہو تو یہ مرتبہ ضرورت ہے، جیسے دین کے لئے تعلم ایمانیات و فرائض عین، عقل و نسب کے لئے ترک خمر و زنا، نفس کے لئے اکل و شرب بقدر قیام بنیہ، مال کے لئے کسب و دفع غصب امثال ذٰلک۔

حاجت: اور اگر توقف نہیں مگر ترک میں لحوق مشقت و ضرر و حرج ہے، تو حاجت، جیسے معیشت کے لئے چراغ کہ موقوف علیہ نہیں ابتدائے زمانہ رسالت علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ میں ان مبارک مقدس کاشانوں میں چراغ نہ ہوتا، ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: "والبیوت یومئذ لیس فیہا مصابیح، رواہ الشیخان" (گھروں میں ان دنوں چراغ نہیں ہوتے تھے، بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا۔) مگر عامہ کے لئے گھر میں بالکل روشنی نہ ہونا ضرور باعث مشقت و حرج ہے۔

منفعت: اور اگر یہ بھی نہ ہو مگر حصول مفید ہے، نفس فائدہ مقصودہ اس سے حاصل ہوتا ہے، تو منفعت جیسے مکان کے ہر دالان میں ایک چراغ۔

زینت و فضول: اور اگر فائدہ مقصودہ کی تحصیل اس پر نہیں، بلکہ ایک امر زائد زیب و زیبائش بقدر اعتدال کے لئے ہے، تو زینت جیسے چراغ کی جگہ فانوس، اور اگر اس سے اتنا فائدہ بھی نہیں یا اس

میں افراط اور خروج عن الحد ہے، تو فضول جیسے بے کسی نیت محمودہ کے گھر میں چراغ۔"[1]

ان پانچ مراتب میں مصلحت ہونے، نہ ہونے کے حوالے سے تحقیق درج ذیل ہے:

(الف) فضول میں کوئی مصلحت نہ ہونا بالکل واضح ہے کہ فضول کا مطلب ہی:"بے فائدہ اور بے کار" ہے، یعنی اس میں کسی قسم کی منفعت کا حصول مقصود نہیں ہوتا، اور کسی قسم کے ضرر کا دفعیہ مطلوب نہیں ہوتا، لہذا اس کے لیے سرجری کروانے میں کوئی مصلحت نہیں۔

(ب) اور اس موقع پر محض زینت کو بھی شرع نے مصلحت شمار نہیں فرمایا، جس کی وضاحت یہ ہے کہ:

حدیث پاک میں حسن کی خاطر دانتوں میں گیپ کرنے، کروانے والیوں پر لعنت فرمائی گئی ہے، اور اس کی وجہ تغییر خلق اللہ (اللہ تعالی کی بناوٹ میں تبدیلی کرنا) بیان فرمائی گئی ہے۔ اسی طرح گودنے، گدوانے، اور بھنویں نوچنے، اور نوچوانے، پر بھی لعنت فرمائی گئی ہے، اور اسے بھی تغییر خلق اللہ فرمایا گیا ہے، اور عام طور پر یہ کام بھی حسن وزیبائش کے لیے ہی کیے جاتے ہیں۔

پس اس سے واضح ہوا کہ محض حسن کے لیے جسم میں کسی قسم کی کمی بیشی کرنے میں کوئی مصلحت نہیں ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے (واللفظ لمسلم)"عن عبد الله، قال: لعن الله الواشمات والمستوشمات، والنامصات والمتنمصات، و المتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، فرمایا: اللہ عزوجل نے گودنے والیوں اور گدوانے

1....(فتاوی رضویہ (ملخصا)، ج21، ص206، 205، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

والیوں، بھنویں نوچنے والیوں، اور نوچوانے والیوں، اور حسن کے لیے دانتوں میں خلا پیدا کرنے والیوں **پر لعنت فرمائی، جو اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو بدلتی ہیں۔**[1]

اس حدیث پاک کے تحت ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: "(المغيرات): صفة للمذكورات جميعا ومفعوله (خلق الله): والجملة كالتعليل لوجوب اللعن ذكره الطيبي "ترجمہ: المغیرات، پیچھے ذکر کردہ تمام کی صفت ہے اور اس کا مفعول "خلق اللہ" والا کلمہ ہے، اور یہ جملہ گویا لعنت واجب ہونے کی تعلیل ہے، اسے علامہ طیبی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے۔[2]

مذکورہ حدیث کے تحت شرح النووی میں ہے: "وأما قوله المتفلجات للحسن فمعناه يفعلن ذلك طلبا للحسن وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس "ترجمہ: اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے فرمان: حسن کے لیے دانتوں میں گیپ ڈالنے والیوں پر اللہ تعالی کی لعنت، تو اس کا مطلب ہے کہ وہ خوبصورتی کے حصول کے لیے ایسا کرتی ہیں، اور اس میں اشارہ ہے کہ حرام وہی عمل ہے، جو افزائشِ حسن کے لئے کیا جائے، بہر حال! اگر عورت کو کسی علاج یا دانت میں موجود کسی عیب وغیرہ کی وجہ سے اس کی حاجت پڑے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔[3]

(ج) منفعت: حصول منفعت (یعنی فائدہ مقصودہ کا حصول) مصلحت ہے۔

(د) اور حاجت: کہ اس کے بغیر حرج وضرر ومشقت ہو، تو اس صورت میں سرجری کا

1....(صحیح المسلم، ص845، رقم الحدیث 2125، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

2....(مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، ج07، ص281، مطبوعہ کوئٹہ)

3....(شرح النووی علی مسلم، ج14، ص107، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

مقصد ضرر دور کرنا ہے اور ضرر دور کرنا مصلحت ہے، لہذا حاجت کی صورت میں بھی مصلحت پائی جاتی ہے۔

(ہ) اسی طرح ضرورت کی صورت میں بھی مصلحت پائی جاتی ہے کہ اس میں حاجت کے مقابلے میں زیادہ ضرر ہوتا ہے، کیونکہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں ہوتا۔

(ب) سرجری میں استعمال ہونے والے مواد عام طور پر درج ذیل ہیں:

(1) اسی انسان کے جسم کے کسی دوسرے حصے سے جلد، گوشت، رگ وغیرہ لے کر متاثرہ جگہ پر لگائی جاتی ہے۔

(2) مصنوعی حصے استعمال کیے جاتے ہیں۔

(3) کسی جانور کے حصے استعمال کیے جاتے ہیں۔

(4) کسی دوسرے انسان کے جسم سے حصے لے کر استعمال کیے جاتے ہیں۔

اس کے متعلق تفصیلات

(1): پلاسٹک سرجری میں عمومی طور پر اسی انسان کے جسم کے ایک حصے کا گوشت، جلد، رگ یا ہڈی وغیرہ لے کر، اسی کے جسم کے کسی دوسرے حصے میں پیوست کیے جاتے ہیں۔

حکم: درج ذیل چند شرائط کے ساتھ اس کی اجازت ہے:

(1) جس حصے کا گوشت، جلد، رگ یا ہڈی وغیرہ لی جارہی ہے، وہ کم درجے کا ہو۔

(2) یا اس حصے کو اس سے کوئی ضرر نہ ہو۔

(3) اور اگر ہو، تو جس حصے کے لیے لی جارہی ہے، اس کے مقابلے میں کم ہو۔

(4) ضرورت شرعیہ کا تحقق ہو یعنی جان یا عضو کو بچانا یا عضو کی منفعت کو ضائع ہونے سے بچانا مقصود ہو، یا جمال مقصود کا تحفظ مقصود ہو۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: "إذا أكره السلطان رجلا بالقتل على أن يقطع يد نفسه وسعه أن يقطع يده إن شاء" ترجمہ: اگر سلطان کسی آدمی کو قتل کی دھمکی دے کر اس بات پر مجبور کرے کہ وہ اپنا ہی ہاتھ کاٹ لے، تو اس شخص کے لیے گنجائش ہے کہ اگر چاہے تو اپنا ہاتھ کاٹ لے۔[1]

بہار شریعت میں ہے: "اگر اس کو مجبور کیا گیا کہ تو اپنا عضو کاٹ ڈال ورنہ میں تجھے قتل کر ڈالوں گا، تو اس کو ایسا کرنے کی اجازت ہے۔"[2]

پس جب جان بچانے کے لیے عضو کو کاٹ کر ضائع کر دینے کی اجازت ہے، تو پھر جان بچانے کے لیے عضو یا اس سے بھی کم درجے کے کسی حصے کو کاٹ کر جسم کے کسی حصے پر لگا کر وہاں فائدہ مند بنانا، بدرجہ اولی جائز ہو گا، اور عام طور پر اس کے لیے عضو کو نہیں کاٹا جاتا، بلکہ ضمنی عضو (کھال یا غیر ضروری رگ یا گوشت وغیرہ) کو کاٹا جاتا ہے، تو جب جان بچانے کے لیے عضو کاٹنے کی اجازت ہے، تو ضمنی عضو کاٹنے کی بدرجہ اولیٰ اجازت ہو گی۔

نیز عضو اور جمال مقصود بھی جان کے حکم میں ہیں، (اس کی تفصیل نیچے آ رہی ہے)، لہذا جمال مقصود کی بحالی کے لیے، یا کسی بڑے عضو کو بچانے کے لیے چھوٹے عضو یا اس سے بھی کم درجے کے حصے (ضمنی عضو) کو کاٹ کر استعمال کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہو گا۔ نیز یہ دو بلاؤں میں سے ہلکی بلا، اختیار

1....(فتاوی ہندیہ، ج5، ص40، مطبوعہ کوئٹہ)

2....(بہار شریعت، ج3، حصہ 15، ص193، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

کرنے کے زمرے میں آتا ہے، جس کی شرعا اجازت ہے۔

نوٹ: جمال غیر مقصود کے تحفظ کے لیے اس کی اجازت نہیں کہ جسم کے کسی دوسرے حصے کی کھال وغیرہ کاٹ کر اس جگہ لگائی جائے، مثلا پیٹ، پیٹھ، یا پھر ران کی کھال جل گئی، تو اس کے لیے جسم کے کسی دوسرے حصے سے کھال یا گوشت لے کر لگانے کی اجازت نہیں ہے کہ یہ جان کے حکم میں نہیں ہے، تو ضرورت شرعیہ متحقق نہیں ہے۔

الاشباہ والنظائر میں ہے: "إذا تعارض مفسدتان روعي أعظمهما ضررا بارتكاب أخفهما. قال الزيلعي في باب شروط الصلاة: ثم الأصل في جنس هذه المسائل أن من ابتلي ببليتين، وهما متساويتان يأخذ بأيتهما شاء، وإن اختلفا يختار أهونهما" ترجمہ: جب دو خرابیاں جمع ہو جائیں، تو کم ضرر والی کا ارتکاب کر کے، زیادہ ضرر والی کی رعایت کی جائے گی۔ علامہ زیلعی علیہ الرحمۃ نے نماز کی شرائط والے باب میں فرمایا: پھر اس طرح کے مسائل میں اصل یہ ہے کہ: جو دو بلاؤں میں مبتلا ہو اور وہ دونوں برابر ہوں، تو ان میں سے جسے چاہے اختیار کرے، اور اگر وہ مختلف درجے کی ہوں، تو ان میں سے جو کم درجے کی ہو، اسے اختیار کرے۔[1]

مزید الاشباہ والنظائر میں ہے: "لو كان أحدهما أعظم ضررا من الآخر؛ فإن الأشد يزال بالأخف" ترجمہ: اگر ایک کا ضرر دوسری سے زیادہ ہو، تو کم ضرر والی کے ذریعے زیادہ ضرر والی کو دور کیا جائے گا۔[2]

مجلس شرعی اشرفیہ مبارکپور کے فیصلے میں ہے: "اپنی جان بچانے کے لیے اپنے عضو کا کوئی

1...(الاشباہ والنظائر، ص90، مطبوعہ کراچی)

2...(الاشباہ والنظائر، ص89، مطبوعہ کراچی)

حصہ کاٹ کر دوسری جگہ لگانا، جائز ہے، اسی طرح کسی عضو کو بچانے یا قابل منفعت بنانے کے لیے بھی دوسرے عضو کا حصہ کاٹ کر لگانا، جائز ہے، مگر اس میں شرط یہ ہے کہ کاٹا جانے والا عضو کم درجہ کا ہو یا اس کا ضرر نہ ہو یا ہو تو دوسرے کے مقابلہ میں کم ہو۔"[1]

محقق العصر مفتی محمد نظام الدین صاحب قدس سرہ اپنے ہی جسم کے کسی حصے سے اپنے ہی جسم کی پیوند کاری کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: "البتہ! اگر اس طرح کی پیوند کاری سے مقصود صرف جمالِ غیر مقصود کا تحفظ ہو وبس، تو اس کے لیے بدن کے کسی بھی غیر فاضل عضو کو کاٹنا جائز نہ ہونا چاہیے، جیسے پیٹ، ران، پیٹھ، بازو، سر کی جلد جل جائے، تو دوسری جگہ سے جلد کاٹ کر وہاں پیوند کاری کی اجازت نہ ہو گی کہ یہ اجازت بوجہ ضرورت ہے اور یہاں ضرورت کیا، حاجت بھی نہیں پائی جاتی۔ اور اگر اس سے جمالِ مقصود جیسے آنکھ کی پلک، ہونٹ، وغیرہ کا تحفظ مقصود ہو تو اجازت ہونی چاہیے۔"[2]

اشکال: اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ بدن انسانی سے جدا ہو جانے والا حصہ تو مردار و ناپاک ہوتا ہے، اور مردار و ناپاک سے نفع حاصل کرنا، جائز نہیں، اور کسی جگہ سے جدا ہونے والے حصے کو اسی، یا دوسری جگہ لگانا، اس سے نفع حاصل کرنا ہے، تو یہ بھی جائز نہیں ہونا چاہیے۔

الجواب: (1) اس میں اول تو یہ بات ذہن نشین رہے کہ انسانوں اور جانوروں کے اجسام میں دو طرح کے اجزا ہوتے ہیں:

- ایک وہ کہ جن میں حیات سرایت کرتی ہے (یعنی ان کو کاٹا جائے تو درد کا احساس ہوتا ہے)۔

1....(صحیفہ مجلس شرعی، جلد دوم، ص49، دارالنعمان)

2....(صحیفہ مجلس شرعی، جلد دوم، ص502، دارالنعمان)

- اور دوسرے وہ کہ جن میں حیات سرایت نہیں کرتی (یعنی ان کو کاٹا جائے تو درد کا احساس نہیں ہوتا۔) جیسے پَر، ہڈی، ناخن وغیرہ۔

خنزیر کے علاوہ جاندار کے جسم سے جدا ہونے والا وہ حصہ جس میں حیات سرایت نہیں کرتی وہ جدا ہونے سے مردار نہیں ہوتا، جبکہ جس حصے میں حیات سرایت کرتی ہے، وہ حصہ (علمائے کرام کی ایک جماعت کے نزدیک) جدا ہونے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔

ردالمحتار میں ہے: "(قوله وكذا كل ما لا تحله الحياة) وهو ما لا يتألم الحيوان بقطعه كالريش والمنقار والظلف" ترجمہ: اور اسی طرح ہر وہ حصہ (پاک ہے) کہ جس میں حیات سرایت نہیں کرتی، اور یہ وہ ہے کہ جس کے کاٹنے سے حیوان کو تکلیف نہیں ہوتی، جیسے پر، چونچ اور کُھر۔[1]

اس کو یوں بھی تعبیر کر سکتے ہیں کہ: "جس میں خون ہوتا ہے، وہ جدا ہونے سے ناپاک ہو جاتا ہے، اور جس میں خون نہیں ہوتا، وہ جدا ہونے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ ردالمحتار میں بدائع کے حوالے سے ہے: "ما أبين من الحي إن كان جزءا فيه دم كاليد والأذن والأنف ونحوها فهو نجس بالإجماع وإلا كالشعر والظفر فطاهر عندنا. اهـ ملخصا" ترجمہ: زندہ کا جو حصہ جدا کیا جائے، اگر اس میں خون ہو، جیسے ہاتھ، کان، ناک وغیرہ، تو وہ بالاتفاق ناپاک ہے، ورنہ بال اور ناخن جیسے حصے ہمارے نزدیک پاک ہیں۔[2]

نوٹ: یہاں بالاجماع اور بالاتفاق سے ایک جماعتِ علما کا اتفاق ہے، جیسا کہ نیچے وضاحت آرہی ہے۔

1...(ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب المیاہ، جلد1، صفحہ 399، مطبوعہ کوئٹہ)

2...(ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الطھارۃ، ج01، ص400، مطبوعہ کوئٹہ)

نور الایضاح و مراقی الفلاح میں ہے:" (وکل شیء)من اجزاء الحیوان غیر الخنزیر (لایسری فیه الدم لاینجس بالموت کالشعر والریش المجزوز۔۔۔ والعظم مالم یکن به دسم ونافجة المسک طاهرة کالمسک)"ترجمہ:اور خنزیر کے علاوہ حیوان کا ہر وہ جز، جس میں خون سرایت نہیں کرتا،وہ موت سے ناپاک نہیں ہوتا، جیسے بال،کاٹا ہوا پر،اور وہ ہڈی جس پر چکنائی نہ ہو،اور مشک کی تھیلی،مشک کی طرح پاک ہے۔[1]

حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی میں (کالشعر)کے تحت ہے "والمنقار والمخلب "ترجمہ :اور چونچ اور پنجے۔[2]

(2) اور دوسری بات یہ ہے کہ:انسان کے اپنے بدن سے جدا ہونے والا وہ حصہ، جس میں حیات سرایت کرتی ہے،خود اس کے حق میں مردار ناپاک نہیں ہوتا،بلکہ دوسرے کے حق میں مردار ناپاک ہوتا ہے۔

نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ کی وہ آنکھ جو تیر لگنے سے اپنی جگہ سے جدا ہو گئی تھی،اسے دوبارہ اس کی جگہ پر لگا دیا۔چنانچہ مسند ابی یعلی میں ہے :"عن قتادة بن النعمان، أنه أصيبت عينه يوم بدر، فسالت حدقته على وجنته، فأرادوا أن يقطعوها فسأل النبي صلى الله عليه وسلم فقال: «لا» فدعا به فغمز حدقته براحته، فكان لا يدري أي عينيه أصيبت "ترجمہ: حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن ان کی آنکھ پر تیر لگا تو ان کی پتلی بہہ کر رخسار پر آ گئی، پس انہوں نے اس کا تار کاٹنے کا ارادہ کیا،تو نبی پاک صلی اللہ

1....(نور الایضاح، مراقی الفلاح، کتاب الطھارۃ، ص107، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

2....(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، کتاب الطھارۃ، ص169، مطبوعہ کوئٹہ)

تعالی علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا،اس پر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمادیا،اوران کی پتلی کواس کی جگہ پر رکھ کر اپنی ہتھیلی سے اس کو دبایا،تو پتا نہیں چلتا تھا کہ کس آنکھ کو تیر لگا تھا۔[1]

اشباہ میں ہے:"الجزء المنفصل من الحي كميتة كالأذن المقطوعة والسن الساقطة إلا في حق صاحبه"ترجمہ:زندہ کے جسم سے جداہونے والاحصہ،جیسے کاٹا گیاکان،گرنے والا دانت، مردار کی طرح ہے،مگر جس کاوہ عضوہے،اس کے حق میں مردار کی طرح نہیں ہے۔[2]

درمختار میں ہے:"المنفصل من الحي كميتة إلا في حق صاحبه فطاهر وإن كثر"ترجمہ: زندہ کے جسم سے جداہونے والاحصہ،مردار کی طرح ہے،مگر جس کاوہ عضوہے،اس کے حق میں پاک ہے،اگرچہ وہ مقدار میں کتناہی زیادہ ہو۔[3]

بحر الرائق میں ہے:"الأذن المقطوعة والسن المقلوعة طاهرتان في حق صأحبهما وإن كانتا أكثر من قدر الدرهم"ترجمہ:کاٹا گیاکان،اوراکھاڑا گیادانت،دونوں اس کے حق میں پاک ہیں جس کاوہ کان اوردانت ہے،اگرچہ درہم کی مقدار سے زائد ہوں۔[4]

(3) نیز بالفرض اپنے حق میں بھی ناپاک ہوتا،تواس وقت کہ جب اس کو جوڑنا،اوراس میں حیات کا آنا ممکن نہ ہوتا،لیکن جب بدن میں لگنے کے بعد اس میں حیات آجاتی ہے،تووہ گویابدن سے

1۔۔۔(مسند ابی یعلی،ج03،ص120،مطبوعہ دمشق)

2۔۔۔(الاشباہ والنظائر،ص164،مطبوعہ کراچی)

3۔۔۔(درمختار مع ردالمحتار،ج1،ص401،مطبوعہ کوئٹہ)

4۔۔۔(بحرالرائق،ج1،ص401،مطبوعہ کوئٹہ)

جدا ہوا ہی نہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:"لأنها بعود الحياة إليها صارت كأنها لم تبن "ترجمہ: کیونکہ اس میں زندگی لوٹ آنے کی وجہ سے وہ ایسا ہو گیا کہ جیسے وہ جدا ہی نہیں ہوا تھا۔[1]

نوٹ: یہ بحث بھی اس قول کے مطابق ہے، جس میں موت کی وجہ سے مسلمان ناپاک قرار پاتا ہے، جبکہ جس قول کے مطابق موت کی وجہ سے مسلمان ناپاک نہیں ہوتا، تو اس کے مطابق اس کے جو اعضا کاٹے جائیں، یا خود کٹ جائیں، وہ اپنے یا دوسرے، کسی کے بھی حق میں ناپاک نہیں ہوتے، خواہ حیات لوٹنا ممکن ہو، یا نہ ہو، اور اس قول کو اصح قرار دیا گیا ہے، اور امام اہلسنت، امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے اسی قول کو اختیار فرمایا ہے۔

ابو عبد اللہ، حاکم، محمد بن عبد اللہ بن محمد، نیشاپوری علیہ الرحمۃ (متوفی 405ھ) مستدرک علی الصحیحین میں فرماتے ہیں:"عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:«لا تنجسوا موتاكم، فإن المسلم لا ينجس حيا أو ميتا» صحيح على شرط الشيخين ،ولم يخرجاه" ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے مُردوں کو ناپاک نہ ٹھہراؤ کہ مسلمان زندہ ہو یا مردہ، ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے، لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔[2]

1....(ردالمحتار، ج1، ص401، مطبوعہ کوئٹہ)

2....(المستدرک علی الصحیحین، کتاب الجنائز، ج1، ص542، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

علامہ ظہیر الدین، محمد بن احمد بن عمر، بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ (متوفی 619ھ) فتاویٰ ظہیریہ میں فرماتے ہیں:"وغسالة الميت نجسة أطلق محمد في الأصل والأصح إذا لم يكن على بدنه نجاسة يصير الماء مستعملا ولا يكون نجسا إلا أن محمدا إنما أطلق لان الميت لا يخلوعن النجاسة" ترجمہ: اور میت کا دھوون ناپاک ہے، امام محمد علیہ الرحمۃ نے اصل میں اسے مطلق بیان کیا ہے۔ اور اصح یہ ہے کہ میت کے بدن پر نجاست نہ ہو، تو پانی مستعمل ہو گا، ناپاک نہیں ہو گا، مگر یہ کہ امام محمد علیہ الرحمۃ نے مطلق ہی بیان کیا ہے، کیونکہ میت نجاست سے خالی نہیں ہوتی۔ (1)

امام اہلسنت، امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ (متوفی 1340ھ) فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں:" فثبت وللہ الحمد ان الحديث ينفي تنجس المسلم بالموت فوجب كما قال المحققان ترجيح ان غسله للحدث وقد قال في البحر انه الاصح" ترجمہ: تو بحمد اللہ یہ ثابت ہو گیا کہ حدیث پاک سے موت کی وجہ سے مسلمان کے نجس ہونے کی نفی ہوتی ہے، تو دونوں محققوں کے فرمان کے مطابق اس کی ترجیح ضروری ہے کہ غسلِ میت حدث کی وجہ سے ہے، اور بحر میں فرمایا ہے کہ: یہی اصح ہے۔" (2)

مزید فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں:"میت کے بارے میں علماء مختلف ہیں جمہور کے نزدیک موت نجاست حقیقیہ ہے، اس تقدیر پر تو وہ پانی کہ غسل میت میں صرف ہوا مائے مستعمل نہیں، بلکہ ناپاک ہے اور بعض کے نزدیک نجاست حکمیہ ہے۔ بحر الرائق وغیرہ میں اسی کو اصح کہا اس تقدیر پر وہ پانی بھی مائے مستعمل ہے۔" (3)

1....(فتاوی ظھیریۃ، کتاب الطھارۃ، ص6، مخطوطہ)

2....(فتاوی رضویہ، ج3، ص407، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

3....(فتاوی رضویہ، ج02، ص45، رضا فاونڈیشن، لاہور)

فتاوی امجدیہ میں حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ (متوفی 1367ھ) سے سوال ہوا کہ: "میت پاک ہے یا نجس؟" جواب میں ارشاد فرمایا: "مسلمان پاک ہے، زندہ ہو یا مردہ۔"(1)

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ (متوفی 1367ھ) بہار شریعت میں فرماتے ہیں: "بعض جگہ دستور ہے کہ عموماً میّت کے غسل کے لیے کورے گھڑے بدھنے لاتے ہیں اس کی کچھ ضرورت نہیں، گھر کے استعمالی گھڑے لوٹے سے بھی غسل دے سکتے ہیں اور بعض یہ جہالت کرتے ہیں کہ غسل کے بعد توڑ ڈالتے ہیں، یہ ناجائز و حرام ہے کہ مال ضائع کرنا ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ نجس ہو گئے، تو یہ بھی فضول بات ہے کہ اولاً تو اُس پر چھینٹیں نہیں پڑتیں اور پڑیں بھی تو راجح یہ ہے کہ میّت کا غسل نجاست حکمیہ دُور کرنے کے لیے ہے، تو مستعمل پانی کی چھینٹیں پڑیں اور مستعمل پانی نجس نہیں۔"(2)

زندگی میں جدا ہونے والے عضو انسانی کی طہارت پر خاص جزئیات:

جامع الصغیر میں امام اعظم علیہ الرحمۃ سے یہ مسئلہ مذکور ہے (اور متون میں بھی ہے) کہ: "اگر باوضو شخص کے جسم سے گوشت کا ٹکڑا کٹ کر گر جائے، تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔"

اس کی علت یہ بیان کی گئی کہ: "گوشت کا جو ٹکڑا گرا، وہ پاک ہے، ناپاک نہیں ہے، اور پاک چیز، باوضو شخص کے جسم سے جدا ہو، تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور رہی وہ رطوبت جو اس کے ساتھ لگی

1....(فتاوی امجدیہ، ج1، حصہ 1، ص331، مکتبہ رضویہ، کراچی)

2....(بہار شریعت، ج1، حصہ 4، ص816، 817، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ہو گی، تو وہ قلیل ہے، اور غیر سبیلین سے قلیل نجاست نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔"

جامع الصغیر میں ہے "محمد عن یعقوب عن أبي حنیفة رضی اللہ عنهم۔۔۔ دابة خرجت من رأس الجرح أو اللحم سقط لم ینقض الوضوء "ترجمہ: امام محمد، امام ابو یوسف سے اور وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ زخم کے سرے سے کوئی کیڑا نکلا یا گوشت گرا، تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا۔[1]

ہدایہ میں ہے "فإن خرجت من رأس الجرح أو سقط اللحم منه لا ینقض، ۔۔۔ وهذا لأن النجس ما علیها وذلک قلیل "ترجمہ: پس اگر زخم کے سرے سے کوئی کیڑا نکلے یا اس سے گوشت گرے، تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا، اور یہ اس لیے کہ نجس وہ ہے جو اس کے اوپر ہے، اور وہ تھوڑی مقدار میں ہے۔[2]

اس کے تحت غایۃ البیان میں ہے:"(او سقط اللحم لا ینقض)لان عین الخارج لیست بنجسة وما علیها قلیل،وهو ناقض فی السبیلین،معفو فی غیرهما"ترجمہ: یہ جو فرمایا کہ یا گوشت گرا تو وضو نہیں ٹوٹے گا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ نکلنے والی چیز کا عین تو نجس نہیں ہے، اور جو اس کے اوپر نجاست ہے، اس کی مقدار تھوڑی ہے، اور تھوڑی مقدار سبیلین میں وضو توڑ دیتی ہے، جبکہ ان کے علاوہ میں معاف ہے۔[3]

در مختار میں ہے:"(وکذا لحم سقط منه) لطهارتهما وعدم السیلان فیما علیهما وهو

1۔۔۔(جامع الصغیر مع شرح الجامع الصغیر، ص72، مطبوعہ مکۃ المکرمۃ)

2۔۔۔(ہدایہ، جلد1، صفحہ28، مطبوعہ لاہور)

3۔۔۔(غایۃ البیان، ج1، ص125،124، دار الضیاء، کویت)

مناط النقض "ترجمہ: اور کیڑے کی طرح زخم سے گوشت گرا تو تب بھی وضو نہیں ٹوٹے گا کہ دونوں پاک ہیں، اور ان پر جو نجاست ہے، وہ بہنے کے قابل نہیں، اور بہنے کے قابل ہونے پر ہی وضو ٹوٹنے کا مدار ہے۔[1]

اشکال: انسانی جز سے علاج کی ممانعت کی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس میں انسانی حصے کا ابتذال (استعمال) ہے، جس میں اس کی اہانت ہے، لہذا جائز نہیں، تو اس لحاظ سے اپنے جسم کے کسی حصے کا استعمال جائز نہیں ہونا چاہیے کہ اس میں اہانت ہے۔

الجواب: اس کا جواب یہ ہے کہ کسی دوسرے انسان کے جسم کا کوئی حصہ اپنے جسم میں استعمال کرنے میں اس دوسرے کی اہانت ہے، جبکہ اپنے ہی بدن کا کوئی حصہ اپنے ہی بدن میں استعمال کرنے میں اہانت نہیں ہوتی۔ ملک العلماء امام کاسانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "استعمال جزء منفصل عن غيره من بني آدم إهانة بذلك الغير، والآدمي بجميع أجزائه مكرم، ولا إهانة في استعمال جزء نفسه "ترجمہ: کسی دوسرے انسان کے جسم سے جدا ہونے والے حصے کو استعمال کرنے میں اس دوسرے کی اہانت ہے، اور آدمی اپنے تمام اجزا کے ساتھ معزز و محترم ہے، اور اپنے ہی جسم کے کسی حصے کو استعمال کرنے میں کوئی اہانت نہیں۔[2]

(2): بسا اوقات جائز مٹیریل سے مصنوعی حصے بنائے جاتے ہیں۔

حکم: ان کا استعمال درست ہے، یہاں تک کہ اگر بوقت ضرورت چاندی یا سونے کے بنا کر

1....(الدر المختار مع رد المحتار، ج01، ص288، کوئٹہ)

2....(بدائع الصنائع، کتاب البیوع، بیان رکن البیع، ج05، ص133، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

لگائے گئے، تو ان کی بھی اجازت ہے۔ہاں! سونے چاندی کی اجازت بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت ہے، لہذا جہاں ان کے علاوہ **مٹیریل** سے حاجت پوری ہو جائے، تو پھر ان کا استعمال جائز نہیں، اور جہاں ان کے علاوہ **مٹیریل** سے حاجت پوری نہ ہوتی ہو، تو اگر چاندی سے ضرورت پوری ہو سکتی ہے، تو سونے کی اجازت نہیں، ہاں! جہاں چاندی سے کام نہیں چل سکتا، تو وہاں سونے کا استعمال بھی جائز ہے، جیسے ناک کٹ گئی، اب چاندی کی لگائی جائے، تو اس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے سونے کی ناک لگانے کی اجازت ہے، جبکہ آج کل جو مختلف مسالوں سے مصنوعی دانت بنائے جاتے ہیں، ان سے دانت والی حاجت پوری ہو جاتی ہے، تھوڑی بہت بدبو ہو، تو صفائی سے جاتی رہتی ہے، اس لیے سونے چاندی کے دانت لگانے کی حاجت نہیں، پس سونے، چاندی کے دانت لگانا، جائز نہیں ہو گا۔

بدائع الصنائع میں ہے: "لو جدع أنفه فاتخذ أنفا من ذهب لا يكره بالاتفاق لأن الأنف ينتن بالفضة فلا بد من اتخاذه من ذهب فكان فيه ضرورة فسقط اعتبار حرمته. وقد روي «أن عرفجة أصيب أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفا من ورق فأنتن فأمره سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم - أن يتخذ أنفا من ذهب» "ترجمہ: اگر کسی کی ناک کٹ گئی ہو، پس وہ سونے کی ناک بنوائے، تو اس میں بالاتفاق کوئی کراہت نہیں، کیونکہ چاندی کی ناک میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے سونے کی ناک بنانا ہی ضروری ہے، تو اس میں ضرورت ہے، جس کی وجہ سے سونے کی حرمت ساقط ہو جائے گی، اور مروی ہے کہ حضرت عرفجہ رضی اللہ تعالی عنہ کی ناک یوم کلاب میں کٹ گئی، تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی، اس میں بدبو پیدا ہو گئی، تو ہمارے آقا، رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ سونے کی ناک بنوائیں۔[1]

1....(بدائع الصنائع، کتاب الاستحسان، ج05، ص132، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: ”یہ مصنوعی دانت جو پتھر یا مسالے سے بنائے جاتے ہیں کار آمد ہوتے ہیں۔ میں نے خود بہتوں کو دیکھا ہے کہ ان سے اچھی طرح کھاتے ہیں۔ رہی بدبو وہ صفائی سے جاتی رہے گی، ان میں اتنی بدبو نہیں پیدا ہوتی کہ صاف کرنے سے بھی نہ جائے۔ لہذا ایسی صورت میں سونا استعمال کرنا بلا ضرورت ہو اجونا جائز ہے۔“[1]

(3): بسا اوقات کسی جانور کے جسم سے لے کر لگائے جاتے ہیں۔

حکم: اگر کسی انسان کا کوئی عضو بے کار ہو جائے، اور کسی جانور کا عضو کام دے سکتا ہو، تو حلال جانور کو ذبح کر کے اس کا عضو لگانا، جائز ہے، اور اگر حلال مذبوح سے کام نہ چلے، تو خنزیر کے علاوہ، کسی اور غیر حلال جانور کو ذبح کر کے اس کا عضو لگا سکتے ہیں، اور اگر ذبح شدہ سے کام نہ چل سکے یا وہ میسر ہی نہ ہو، تو اضطراری حالت میں غیر مذبوح کا عضو بھی لگایا جا سکتا ہے۔ نیز وہ حصہ اگر ایسا ہے کہ جس میں حیات سرایت نہیں کرتی، جیسے ہڈی وغیرہ، تو وہ مذبوح کی ہو یا مردار کی، دونوں صورتوں میں اس کا ایک ہی حکم ہے، بس یہ خیال رہے کہ غیر مذبوح کی ہو، تو اس پر چربی نہ لگی ہو۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: ”قال محمد رحمہ اللہ تعالی: ولا بأس بالتداوي بالعظم إذا كان عظم شاة أو بقرة أو بعير أو فرس أو غيره من الدواب إلا عظم الخنزير والآدمي فإنه يكره التداوي بهما فقد جوز التداوي بعظم ما سوى الخنزير والأدمي من الحيوانات مطلقًا من غير فصل بينما إذا كان الحيوان ذكيًا أو ميتًا وبينما إذا كان العظم رطبًا أو يابسًا وما ذكر من الجواب يجري على إطلاقه إذا كان الحيوان ذكيًا لأن عظمه طاهر رطبًا كان أو يابسًا.....فيجوز التداوي به على كل حال وأما إذا كان الحيوان ميتًا فإنما يجوز الانتفاع بعظمه إذا كان يابسًا ولا يجوز الانتفاع إذا كان رطبًا“

1.....(فتاوی امجدیہ، حصہ چہارم، ص106، مکتبہ رضویہ، کراچی)

ترجمہ: امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ہڈی کے ساتھ علاج کرنے میں حرج نہیں جبکہ وہ بکری، گائے، اونٹ، گھوڑے یا ان کے علاوہ کسی جانور کی ہو، سوائے خنزیر اور آدمی کی ہڈی کے کہ ان کے ساتھ علاج مکروہ ہے۔ پس امام محمد علیہ الرحمۃ نے خنزیر اور آدمی کے علاوہ حیوانوں کی ہڈی کے ساتھ مطلقا علاج کی اجازت دی ہے، کوئی تفریق نہیں کی کہ حیوان ذبح شدہ ہو یا مردار، ہڈی تر ہو یا خشک، اور جو جواب مذکور ہوا، یہ اپنے اطلاق پر جاری رہے گا، جبکہ حیوان ذبح شدہ ہو، کیونکہ اس کی ہڈی پاک ہے، خواہ تر ہو یا خشک، تو اس کے ساتھ ہر حالت میں علاج کرنا، جائز ہے، اور بہر حال جب حیوان مردار ہو، تو اس کی ہڈی کے ساتھ نفع لینا اسی صورت میں جائز ہے، جبکہ وہ خشک ہو، اور جب وہ تر ہو، تو اس کے ساتھ نفع لینا جائز نہیں۔[1]

صحیفہ مجلس شرعی میں، مجلس شرعی کا فیصلہ یوں مذکور ہے: "کوئی عضو انسانی بے کار ہو جائے اور کسی حیوان کا عضو اس کے لیے کار آمد ہو سکتا ہے، تو حلال جانور کو شرعی طور پر ذبح کر کے اس کا عضو لگانا، جائز ہے، اگر حلال مذبوح سے کام نہ چل سکتا ہو، تو خنزیر کے علاوہ دوسرے غیر حلال جانور کو شرعی طور پر ذبح کے بعد لگایا جا سکتا ہے اور اگر مذبوح سے کام نہ چل سکے تو بحالت اضطرار غیر مذبوح کا عضو بھی لگایا جا سکتا ہے۔"[2]

(4): اور کبھی دوسرے انسان کے جسم سے کوئی حصہ لیا جاتا ہے۔

حکم: اس کی شرعا اجازت نہیں ہے، اب وہ انسان خواہ زندہ ہو یا مردہ، دونوں صورتوں میں

1....(فتاوی ہندیہ، کتاب الکراھیۃ، ج05، ص354، مطبوعہ کوئٹہ)

2....(صحیفہ مجلس شرعی، جلد دوم، ص49، دار النعمان)

ایک ہی حکم ہے کہ:

(1) ایک تو کسی انسان کے جسم کا کوئی عضو کاٹنا جائز نہیں۔

(2) دوسرا کسی انسان کے جسم کے کسی حصے کو استعمال کرنا، تکریم انسانی کے خلاف ہے۔

در مختار میں ہے:"(لا) يرخص (قتله) أو سبه أو قطع عضوه وما لا يستباح بحال اختيار" ترجمہ: (حالت اکراہ میں) کسی مسلمان کو قتل کرنے، اسے گالی دینے، اس کا کوئی عضو کاٹنے، اوران کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنے کی رخصت نہیں دی جائے گی، جو کسی حال میں مباح نہیں ہوتا (اختیار)۔

اس کے تحت رد المحتار میں ہے:"(قوله: أو قطع عضوه) أي ولو أذن له المقطوع غير مكره فإن قطع فهو آثم" ترجمہ: (مصنف کا قول: یا اس کا عضو کاٹنے) یعنی اگرچہ وہ شخص جس کا عضو کاٹا جارہا ہے، جسے مجبور نہیں کیا گیا، وہ خود اس کی اجازت دے دے، تب بھی اس کی اجازت نہیں، پس اگر وہ اس کا عضو کاٹ دے، تو وہ گنہگار ہو گا۔[1]

تحفۃ الفقہاء میں ہے:" أما إذا أذن له بقطع اليد والقتل فلا يباح للمكره ذلك لأنه لا يباح بالإباحة والإذن" ترجمہ: اگر وہ اسے ہاتھ کاٹنے یا قتل کرنے کی اجازت دے دے، تو بھی مجبور کیے گئے شخص کے لیے ایسا کرنا، جائز نہیں، کیونکہ یہ کام مباح کر دینے اور اذن دینے سے مباح نہیں ہوتا۔[2]

بدائع الصنائع میں ہے:" (وأما) النوع الذي لا يباح ولا يرخص بالإكراه أصلا فهو قتل المسلم بغير حق سواء كان الإكراه ناقصاأو تاما۔۔۔ وكذا قطع عضو من أعضائه، والضرب

1۔۔۔(رد المحتار علی الدر المختار، جلد9، صفحہ 229، مطبوعہ کوئٹہ)

2۔۔۔(تحفۃ الفقہاء، ج3، ص275، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

المهلک۔۔۔ولو أذن له المكره عليه أو قطعه أو ضربه، فقال للمكره: افعل لا يباح له أن يفعل؛ لأن هذا مما لا يباح بالإباحة ولو فعل فهو آثم ألا ترى أنه لو فعل بنفسه أثم فبغيره أولى "ترجمہ: بہر حال وہ قسم جو مباح نہیں، اور اکراہ کی حالت میں بھی جس کی اصلاً رخصت نہیں دی جاتی، وہ مسلمان کو ناحق قتل کرنا ہے، خواہ اکراہ ناقص ہو یا کامل۔ اسی طرح اس کے کسی عضو کو کاٹ دینا، اور ایسی مار جو ہلاکت تک پہنچادے، اور اگر جس کے متعلق جبر کیا جارہا ہو، وہ خود قتل کرنے یا عضو کاٹنے یا مارنے کی اجازت بھی دے دے،، پس وہ اسے کہے "کر ڈالو" تب بھی مجبور کیے گئے شخص کے لیے یہ کام جائز نہیں؛ کیونکہ یہ ان امور میں سے ہے، جو مباح کر دینے سے بھی مباح نہیں ہوتے، اور اگر وہ یہ کام کر بیٹھے تو وہ گنہگار ہو گا، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر انسان خود اپنے ساتھ ایسا کرے، تو بھی گنہگار ہوتا ہے، تو دوسرے کے ساتھ کرنے کی صورت میں بدرجۂ اولیٰ گنہگار ہو گا۔[1]

فتاوی ہندیہ میں ہے: "الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز قيل للنجاسة وقيل للكرامة هو الصحيح كذافي جواهر الأخلاطي "ترجمہ: آدمی کے اجزا سے نفع لینا جائز نہیں، کہا گیا ہے کہ اس کی وجہ نجاست ہے، اور کہا گیا ہے کہ اس کی وجہ اس کی کرامت وعزت ہے، یہی صحیح ہے، اسی طرح جواہر الاخلاطی میں ہے۔[2]

ملک العلما، ابو بکر بن مسعود بن احمد کاسانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "استعمال جزء منفصل عن غيره من بني آدم إهانة بذلك الغير، والآدمي بجميع أجزائه مكرم "ترجمہ: کسی دوسرے انسان

1۔۔۔(بدائع الصنائع، ج7، ص177، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

2۔۔۔(فتاوی ہندیہ، کتاب الکراھیۃ، ج05، ص354، دار الفکر، بیروت)

کے جسم سے جدا ہونے والے حصے کو استعمال کرنے میں اس دوسرے کی اہانت ہے کہ آدمی اپنے تمام اجزا کے ساتھ معزز و محترم ہے۔[1]

شرح السیر الکبیر میں ہے: "والآدمي محترم بعد موته على ما كان عليه في حياته فكمايحرم التداوي بشيء من الآدمي الحي إكراماً له فكذلك لايجوزالتداوي بعظم الميت" ترجمہ: اور آدمی اپنی موت کے بعد اسی طرح محترم ہے، جس طرح اپنی زندگی میں، پس جس طرح زندہ آدمی کے کسی جز سے اس کی تکریم کی بنا پر علاج کرنا، جائز نہیں، تو اسی طرح مردہ کی ہڈی کے ساتھ علاج کرنا، جائز نہیں۔[2]

(ج) سرجری کس مقام پر کی جارہی ہے؟

ستر کے مقام کو بلا حاجت دوسروں کے سامنے کھولنا جائز نہیں، لہذا درجہ منفعت کی سرجری، مقام ستر پر کروانے کی اجازت نہیں ہوگی، جیسے جماع پر قدرت کے لیے حقنہ کروانے کی اجازت نہیں۔ ہاں! درجۂ حاجت اور درجۂ ضرورت کے لیے ستر عورت والے حصے کو بقدر حاجت و ضرورت کھولنے کی اجازت ہوتی ہے، تو اس کے لیے بقدر حاجت وضرورت اس مقام کی سرجری کی بھی اجازت ہوگی۔

المحیط الرضوی میں ہے: "ولا بأس بأن تنظر المرأة من المرأة إلى موضع الفرج عند الولادة ---والرجل إلى موضع ختان الرجل عند الحاجة لأن القابلة متى لم تنظر إلى موضع فرجها ربما

1....(بدائع الصنائع، کتاب البیوع، بیان رکن البیع، ج05، ص133، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

2....(شرح السیر الکبیر، باب دواء الجراحۃ، ج01، ص92، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

يؤدي إلى تلف الأم أو الولد والختان من شعائر الإسلام لا يسع تركه بمنزلة الواجب "ترجمہ: اور ولادت کے وقت عورت کے لیے دوسری عورت کی شرمگاہ کی جگہ کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں، اور حاجت کے وقت مرد کے لیے دوسرے مرد کے ختنہ کی جگہ کو دیکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ اگر دایہ عورت کی شرمگاہ کی جگہ نہ دیکھے، تو بسا اوقات اس سے ماں یا بچے کی ہلاکت کا اندیشہ ہوتا ہے، اور ختنہ شعائرِ اسلام میں سے ہے، اسے ترک کرنے کی گنجائش نہیں، یہ واجب کے درجے میں ہے۔[1]

تحفۃ الفقہاء میں ہے: "ولو نظر بغير شهوة لا يسقط لأن النظر إلى الفرج لا عن شهوة قد يباح عند الحاجة والضرورة كما في حق القابلة والطبيب وللمشتري حاجة في الجملة "ترجمہ: اور اگر وہ بغیر شہوت کے دیکھے تو خیار ساقط نہیں ہوگا، کیونکہ شرمگاہ کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا حاجت اور ضرورت کے وقت جائز ہو سکتا ہے، جیسے دایہ اور طبیب کے حق میں، اور خریدار کو بھی فی الجملہ حاجت ہوتی ہے۔[2]

فتاوی ہندیہ میں ہے: "ويجوز للرجل النظر إلى فرج الرجل للحقنة كذا ذكر شمس الأئمة السرخسي، كذا في الظهيرية. وقد روي عن أبي يوسف رحمه الله تعالى إن كان به هزال فاحش فقيل له: إن الحقنة تزيل ما بك من الهزال فلا بأس بأن يبدي ذلك الموضع للحقنة وهذا صحيح، فإن الهزال الفاحش نوع مرض يكون آخره الدق والسل وذكر شمس الأئمة الحلواني رحمه الله

1....(المحیط الرضوی، ج5، ص27، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

2....(تحفۃ الفقہاء، ج2، ص68، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

تعالی فی شرح کتاب الصوم أن الحقنة إنما تجوز عند الضرورة، وإذا لم یکن ثمة ضرورة ولکن فیها منفعة ظاهرة بأن یتقوی بسببها علی الجماع لا یحل عندنا، وإذا کان به هزال، فإن کان هزال یخشی منه التلف یحل، وما لا فلا، کذا فی الذخیرة" ترجمہ: اور مرد کے لیے وقت حقنہ دینے کی غرض سے مرد کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے، اسی طرح شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہے، اسی طرح ظہیریہ میں ہے، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص کو شدید دبلا پن لاحق ہو، تو اس سے کہا جائے کہ حقنہ تمہاری اس کمزوری کو دور کر دے گا، تو اس کے لیے حقنے کی غرض سے وہ مقام ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور یہ قول صحیح ہے، کیونکہ شدید دبلا پن ایک طرح کی بیماری ہے، جس کا انجام دق اور سل ہو سکتا ہے۔ شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ نے شرح کتاب الصوم میں ذکر کیا ہے کہ حقنہ صرف ضرورت کے وقت ہی جائز ہے، اور اگر ضرورت نہ ہو، بلکہ محض کوئی ظاہری فائدہ ہو، مثلاً اس کے ذریعے جماع کی قوت حاصل ہو، تو ہمارے نزدیک یہ جائز نہیں، اور اگر اس میں دبلا پن ہو، وہ بھی اس درجے کا کہ اس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو، تو حقنہ جائز ہے، اور اگر ایسا اندیشہ نہ ہو تو جائز نہیں، جیسا کہ ذخیرہ میں مذکور ہے۔[1]

بنایہ شرح ہدایہ میں ہے: "إذا أصاب امرأة قرحة فی موضع لا یحل للرجال أن ینظر إلیها وعلمت المرأة ذلک لتداویها وإن لم تعلم أو لم یجدوا امرأة وخافوا علیها أن تهلک أو یصیبها بلاء، أو دخل من ذلک وجع لا تتحمله، ولم یکن للعلاج بد من الرجل، یباح للرجل أن ینظر لکن یستر منها کل شيء إلا موضع القرحة؛ لأن الضرورة تندفع بها وسواء فیها ذات المحرم

1۔۔۔(فتاوی ہندیہ، ج5، ص330، مطبوعہ کوئٹہ)

وغیرھا" ترجمہ: جب کسی عورت کو ایسے مقام پر پھوڑا نکل آئے جس کی طرف مردوں کے لیے دیکھنا جائز نہیں، تو کسی عورت کو اس کا علاج سکھا دیا جائے تا کہ وہ علاج کرے، اور اگر وہ علاج نہ سیکھ سکے یا کوئی عورت نہ ملے، اور اس عورت کے ہلاک ہونے یا کسی مصیبت میں مبتلا ہونے یا ایسی تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو، جسے وہ برداشت نہ کر سکے، اور علاج کے لیے مرد کے سوا کوئی چارہ نہ ہو، تو مرد کے لیے دیکھنا جائز ہو گا، البتہ! اس کے تمام جسم کو ڈھانپ دیا جائے گا، سوائے پھوڑے کی جگہ کے، کیونکہ ضرورت اسی قدر سے پوری ہو جاتی ہے، اور اس حکم میں محرم عورت اور غیر محرم عورت دونوں برابر ہیں۔[1]

(د) سرجری کس سے کروائی جارہی ہے؟

مخالف جنس (یعنی مرد کے لیے عورت سے اور عورت کے لیے مرد) سے سرجری کروانے کی شرعا اجازت نہیں ہے، ہاں! جہاں بطور علاج سرجری کروائی جارہی ہے، وہاں اگر ہم جنس میسر نہیں، تو بوجہ حاجت وضرورت بقدر حاجت وضرورت مخالف جنس سے سرجری کروائی جاسکتی ہے، لیکن جو سرجری درجہ منفعت میں ہو، وہ مخالف جنس سے نہیں کرواسکتے، کہ حاجت و ضرورت ثابت نہیں ہے، لہذا ممانعت کا درجہ قوی ہے۔

ہدایہ میں ہے: "ولا یحل له أن یمس وجهها ولا کفها وإن کان یأمن الشهوة لقیام المحرم وانعدام الضرورة والبلوی" ترجمہ: مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ اجنبیہ عورت کے چہرے اور ہتھیلی کو

1....(البنایۃ شرح الہدایۃ، ج11، ص155، مطبوعہ کوئٹہ)

چھوئے، اگرچہ شہوت کا خطرہ نہ ہو، کیونکہ یہاں وجہِ حرمت موجود ہے، اور ضرورت وبلوی نہیں۔[1]

فتاوی ہندیہ میں ہے: "امرأة أصابتها قرحة في موضع لا يحل للرجل أن ينظر إليه لا يحل أن ينظر إليها لكن تعلم امرأة تداويها، فإن لم يجدوا امرأة تداويها، ولا امرأة تتعلم ذلك إذا علمت وخيف عليها البلاء أو الوجع أو الهلاك، فإنه يستر منها كل شيء إلا موضع تلك القرحة، ثم يداويها الرجل ويغض بصره ما استطاع إلا عن ذلك الموضع، ولا فرق في هذا بين ذوات المحارم وغيرهن؛ لأن النظر إلى العورة لا يحل بسبب المحرمية، كذا في فتاوى قاضي خان۔ ولو خافت الافتصاد من المرأة فللأجنبي أن يفصدها، كذا في القنية" ترجمہ: عورت کو ایسی جگہ پھوڑا نکلا، جس کی طرف نظر کرنا، مرد کے لیے حلال نہیں، تو مرد طبیب کا اس جگہ کی طرف دیکھنا جائز نہیں، لیکن وہ کسی عورت کو سکھا دے، تاکہ وہ مریضہ کا علاج کرے، اور اگر کوئی علاج کرنے والی عورت نہ ملے، اور نہ ایسی عورت ملے، جسے علاج سکھایا جائے، تو سیکھ جائے، اور عورت کے آزمائش میں یا درد میں مبتلا ہونے، یا ہلاک ہونے کا خوف ہو، تو اس صورت میں پھوڑے والی جگہ کے علاوہ بقیہ تمام بدن کو چھپایا جائے، پھر مرد طبیب اس کا علاج کرے گا، اور پھوڑے کی جگہ کے علاوہ بقیہ بدن سے، جتنا ہو سکے اپنی نظریں بچائے گا، اور اس مسئلے میں محارم وغیر محارم میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ محرم کے ستر عورت کی طرف دیکھنا بھی جائز نہیں ہوتا؛ یونہی فتاوی قاضی خان میں مذکور ہے، اور اگر عورت کو عورت سے فصد کھولنے (رگ سے خون نکالنے) میں نقصان کا اندیشہ ہو، تو اجنبی مرد کے لیے اس کی فصد کھولنا جائز ہے، اسی طرح قنیہ میں ہے۔[2]

1...(ہدایہ، ج4، ص460، مطبوعہ لاہور)

2...(فتاوی ہندیہ، ج5، ص330، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے:"اجنبیہ عورت کی طرف نظر کرنے میں ضرورت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ عورت بیمار ہے اس کے علاج میں بعض اعضا کی طرف نظر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، بلکہ اس کے جسم کو چھونا پڑتا ہے۔ مثلاً نبض دیکھنے میں ہاتھ چھونا ہوتا ہے یا پیٹ میں ورم کا خیال ہو، تو ٹٹول کر دیکھنا ہوتا ہے یا کسی جگہ پھوڑا ہو، تو اسے دیکھنا ہوتا ہے بلکہ بعض مرتبہ ٹٹولنا بھی پڑتا ہے، اس صورت میں موضع مرض کی طرف نظر کرنا یا اس ضرورت سے بقدر ضرورت اس جگہ کو چھونا، جائز ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کوئی عورت علاج کرنے والی نہ ہو، ورنہ چاہیے یہ کہ عورتوں کو بھی علاج کرنا سکھایا جائے تاکہ ایسے مواقع پر وہ کام کریں کہ ان کے دیکھنے وغیرہ میں اتنی خرابی نہیں جو مرد کے دیکھنے وغیرہ میں ہے۔ اکثر جگہ دائیاں ہوتی ہیں جو پیٹ کے ورم کو دیکھ سکتی ہیں جہاں دائیاں دستیاب ہوں مرد کو دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ علاج کی ضرورت سے نظر کرنے میں بھی یہ احتیاط ضروری ہے کہ صرف اتنا ہی حصہ بدن کھولا جائے جس کے دیکھنے کی ضرورت ہے باقی حصہ بدن کو اچھی طرح چھپا دیا جائے کہ اس پر نظر نہ پڑے۔"[1]

اصلاحی عمل جراحی کی صورتوں کے احکامات کی تفصیل درج ذیل ہے:

(الف،ب) جان کو یا عضو کو یا عضو کی منفعت کو ہلاک ہونے سے بچانا، یا ہلاک شدہ کو قابل منفعت بنانا، درجہ ضرورت میں ہے، لہذا اس کے لیے پلاسٹک سرجری کروانا، جائز ہے۔

اور اس پلاسٹک سرجری میں اپنے ہی جسم کے کسی حصے کو کاٹ کر متاثرہ جگہ پر لگانا بھی اوپر مذکور شرائط کے تحت جائز ہے اور اسی طرح اوپر مذکور شرائط کے ساتھ جانور کے عضو کو یا مصنوعی

1.... (بہار شریعت، ج03، حصہ16، ص447، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حصوں کو لگانا بھی جائز ہے، اور یہ سرجری مقام ستر پر ہو، تو اس کی بھی اجازت ہے۔ہاں! بس دوسرے انسان کے کسی حصے کو کاٹ کر لگانا، جائز نہیں ہے۔

امام ابو بکر جصاص رازی حنفی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:"والضرورة هي خوف الضرر بترک الأکل إما علی نفسه أو علی عضو من أعضائه "ترجمہ: ضرورت کا مطلب ہے: کھانا چھوڑنے کی وجہ سے اپنی جان پر یا اپنے اعضا میں سے کسی عضو پر ضرر کا خوف۔[1]

مزید فرماتے ہیں:"معنی الضرورة ههنا هو خوف الضرر علی نفسه او بعض اعضائه بترکه الاکل "ترجمہ: ضرورت سے یہاں مراد اپنی جان یا اپنے اعضا پر کھانا چھوڑنے کی وجہ سے ہونے والے ضرر کا خوف ہے۔[2]

(ج) کٹے ہوئے عضو کو اس کی جگہ لگانے میں بھی اس عضو کی حفاظت ہے، لہذا یہ بھی درجہ ضرورت میں آئے گا، تو اس کے بھی وہی احکام ہیں، جو اوپر (الف، ب کے تحت) مذکور ہوئے۔

(د) عیب دور کرنے میں دو صورتیں ہیں:

(1) جمال مقصود کا تحفظ۔

(2) اس کے علاوہ ازالہ عیب۔

(1) جمال مقصود کی وضاحت:

جس جمال کے فوت ہونے سے عضو کی منفعت فوت ہو یا قریب فوت ہو، تو وہ جمال مقصود

1....(احکام القرآن، ج01، ص159، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

2....(احکام القرآن، ج01، ص157، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان)

ہوتا ہے، اور اگر عضو کی منفعت فوت یا قریب فوت نہیں ہوتی، تو یہ جمال غیر مقصود ہے۔ آنکھ، کان، ناک، ہونٹ، پلکیں وغیرہ، ان سب کے کٹے ہونے کی صورت میں وہ جگہ بھی بدنما معلوم ہوتی ہے اور ساتھ میں عضو کی منفعت بھی فوت یا قریب فوت ہوتی ہے، تو ان کا جمال، جمال مقصود ہے۔

محقق العصر، قبلہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "جمال دو طرح کا ہوتا ہے (۱) مقصود (۲) غیر مقصود۔ ہاتھ یا ران کی کھال کہیں سے جل جائے تو وہ جگہ بدنما لگتی ہے۔ مگر یہاں پر کھال سے جو جمال حاصل ہوتا ہے وہ جمال غیر مقصود ہے کہ اس کے باعث اس عضو کی منفعت فوت یا قریب فوت نہیں ہوتی۔ اور اگر آنکھ کی پلک کٹ جائے تو وہ جگہ بھی بدنما معلوم ہوتی ہے مگر اس کا جمال مقصود ہے کہ اس سے حلقہ چشم کی حفاظت مقصود ہوتی ہے، یہی حال ہونٹوں اور ناک وغیرہ کا بھی ہے کہ ان کا جمال شرعاً جمال مقصود ہے۔ جمال مقصود فوت ہو جائے تو اس کی پیوند کاری کے لیے صالح خون چڑھانے کی اجازت ہوگی اور جمال غیر مقصود کی پیوند کاری کے لیے خون چڑھانے کی اجازت نہیں۔"[1]

حکم: جمال مقصود کا تحفظ بھی درجہ ضرورت میں ہے کہ جمال مقصود، جان کے حکم میں ہی ہے، اسی لیے اسے زائل کرنے کی صورت میں پوری دیت لازم ہوتی ہے، جس طرح جان کو ہلاک کرنے کی صورت میں پوری دیت لازم ہوتی ہے، لہذا جمال مقصود کے تحفظ کے لیے پلاسٹک سرجری کروانے کے وہی احکام ہیں، جو اوپر (الف، ب کے تحت) مذکور ہوئے۔

مثالیں: چہرے کی کھال جل گئی۔ ہونٹ یا ناک یا کان وغیرہ پیدائشی طور پر کٹے ہوں

---

1 ۔۔۔(انسانی خون سے علاج کا شرعی حکم، ص102، 101، مکتبہ برھان ملت، اشرفیہ، مبارکپور، یوپی)

یابعد میں کٹ گئے ہوں۔ان تمام صورتوں میں پلاسٹک سرجری کے ذریعے ان نقائص کو دور کرنا شرعا درست ہے۔

ردالمحتار میں ہے:"الأصل في قطع طرف من أطراف الآدمي أنه إن فوت جنس منفعة على الكمال أو أزال جمالا مقصودا على الكمال ففيه كل الدية؛ لأنه إتلاف للنفس من وجه لقضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بالدية في اللسان والأنف فقسنا ما في معناه عليه أتقاني "ترجمہ:انسانی عضو کاٹنے میں اصل یہ ہے کہ اگر اس سے اس عضو کی منفعت بالکلیہ فوت ہو جائے،یا جمال مقصود کلی طور پر زائل ہو جائے،تو اس میں پوری دیت ہے،کیونکہ یہ ایک اعتبار سے جان کو ہلاک کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے زبان اور ناک میں دیت کا فیصلہ فرمایا ہے،تو جو اس کے معنی میں ہے،ہم نے اسے اس پر قیاس کیا ہے(اتقانی)۔[1]

محقق العصر،قبلہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

ضرورت فقہی کی تعریف:

"مجبوری کی وہ حالت جس میں فعل یا ترک فعل پر دین،جان،عقل،نسب،مال میں سے کسی کا تحفظ موقوف ہو اور اس کے بغیر وہ فوت ہو جائے یا فوت ہونے کے قریب پہنچ جائے۔۔۔۔اور جان سے مراد جان بھی ہے اور وہ تمام اعضا بھی جن کے تلف سے ضمان واجب ہوتا ہے،جمالِ مقصود بھی اسی سے ملحق ہے۔"[2]

1۔۔۔(ردالمحتار،جلد10،صفحہ238،مطبوعہ کوئٹہ)

2۔۔۔(فقہ اسلامی کے سات بنیادی اصول،ص67،60،59،دارالنعمان)

صحیفہ مجلس شرعی میں ہے:"جمال مقصود فوت ہوا، مثلاً چہرے کی کھال جل گئی جس سے شکل بگڑ گئی تو اس صورت میں بھی اجازت ہے کہ اپنے کسی عضو کی کھال لے کر جمال کو بحال کیا جائے۔"[1]

(2)جمال مقصود کے علاوہ ازالہ عیب:

عیب کا مطلب ہے:عام قانون فطرت کے خلاف جسم میں کسی قسم کی کمی بیشی۔حاشیہ طحطاوی میں ہے:"والعیب مایخلوعنه اصل الفطرة السلیمة "ترجمہ:اور عیب وہ ہے،جس سے اصل فطرت سلیمہ محفوظ ہوتی ہے۔[2]

فتح القدیر میں ہے:"والعیب:ما تخلو عنه أصل الفطرة السلیمة مما یعد به ناقصا" ترجمہ:اور عیب وہ ہے،جس سے فطرت سلیمہ محفوظ ہوتی ہے،جس کی وجہ سے چیز کو ناقص شمار کیا جاتا ہے۔[3]

حکم: پس اس سے ثابت ہوا کہ عیب کا ازالہ در حقیقت اصل فطرت کی تکمیل ہے،جو کہ بذات خود فائدہ مقصودہ ہے،لہذا عیب اگر ایسا ہے کہ اس سے جمال مقصود زائل نہیں ہوتا،تب بھی اس کو زائل کرنے میں مصلحت ہے کہ اس کے ازالے میں کم از کم منفعت مقصودہ کا حصول تو ہے، اور جلب منفعت (منفعت کا حصول) مصلحت میں شامل ہے،لہذا شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے، اس کے لیے سرجری کی اجازت ہوگی۔اسی لیے بخاری شریف میں جہاں حسن کے لیے دانتوں میں گیپ کرنے

1....(صحیفہ مجلس شرعی، جلد دوم، ص49، دارالنعمان)

2....(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، باب خیار العیب، جلد03، ص45، مطبوعہ کوئٹہ)

3....(فتح القدیر، باب خیار العیب، ج06، ص327، مطبوعہ کوئٹہ)

کروانے والیوں پر لعنت آئی، تو اس کی شرح میں عمدۃ القاری میں علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: "اللام فيه للتعليل احترازا عما لو كان للمعالجة ومثلها" ترجمہ: (حدیث مبارک میں) "للحسن" پر آنے والا "لام" تعلیل کا ہے، جو اس صورت سے احتراز کرنے کے لیے ہے کہ اگر دانت گھسوانا، علاج وغیرہ کے لیے ہو، تو جائز ہے۔ (1)

مزید فرمایا: "(للحسن)، يتعلق بالمتفلجات أي: لأجل الحسن، قيد به لأن الحرام منه هو المفعول لطلب الحسن، أما إذا احتيج إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس به" ترجمہ: (حسن کے لئے) یہ متفلجات سے متعلق ہے، یعنی حسن کے لئے دانتوں میں خلا پیدا کرنے والیوں پر اللہ تعالی کی لعنت ہے، حسن کی قید کے ساتھ مقید کیا گیا ہے، کیونکہ اس میں سے وہی عمل حرام ہے، جو حسن کے حصول کے لئے کیا جائے، رہا وہ عمل کہ جس کی علاج یا دانت میں عیب وغیرہ کی وجہ سے حاجت ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (2)

نیز مسلم شریف میں جہاں حسن کے لیے دانتوں میں گیپ کرنے، کروانے والیوں پر لعنت آئی، تو اس کی شرح میں علامہ نووی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: "وأما قوله المتفلجات للحسن فمعناه يفعلن ذلك طلبا للحسن وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس" ترجمہ: اور جہاں تک حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ: حسن کے لیے دانتوں میں گیپ ڈالنے والیوں پر اللہ تعالی کی لعنت ہے، تو اس

1....(عمدۃ القاری، جلد 22، صفحہ 98، مطبوعہ کوئٹہ)

2....(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج 19، ص 325، مطبوعہ کوئٹہ)

کا مطلب یہ ہے کہ وہ خوبصورتی کے حصول کے لیے ایسا کرتی ہیں، اوراس میں اشارہ ہے کہ حرام وہی عمل ہے، جو حسن حاصل کرنے کے لئے کیا جائے، بہر حال! اگر عورت کو کسی علاج یا دانت میں موجود کسی عیب وغیرہ کی وجہ سے اس کی حاجت پڑے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔[1]

اہم نوٹ: جو سرجری درجہ منفعت میں ہے، اس کے لیے مقام ستر کھولنے کی اجازت نہیں ہو گی، کہ مقام ستر ضرورت وحاجت کے وقت کھولنے کی اجازت ہوتی ہے، جبکہ منفعت اس سے کم درجہ ہے۔

اسی طرح اپنے جسم کے کسی حصے کو کاٹ کر وہاں لگانے کی اجازت نہیں ہو گی کہ اس کے لیے ضرورت شرعیہ کا متحقق ہونا ضروری ہے، جبکہ درجہ منفعت، درجہ ضرورت سے کم ہے۔

اسی طرح کسی دوسرے انسان کے جسم کے کسی حصے کو کاٹ کر لگانے کی بھی اجازت نہیں ہو گی کہ اس کی تو درجہ ضرورت میں بھی اجازت نہیں ہے، تو درجہ منفعت میں کیسے ہو گی؟

ہاں! مصنوعی حصہ لگا سکتے ہیں، اسی تفصیل کے ساتھ، جو اس کے متعلق اوپر بیان ہوئی۔

نیز اسی طرح مذبوح حلال جانور کا حصہ بھی لگا سکتے ہیں، بلکہ جسم کے ظاہری حصے پر لگانا ہے، تو خنزیر کے سوا ہر مذبوح جانور کا حصہ لگایا جا سکتا ہے، اور اگر جانور کی جلد لگانی ہو، تو بغیر ذبح کے بھی لگائی جا سکتی ہے کہ اس کی دباغت کر کے ہی لگائی جاتی ہے، اور دباغت سے مردار کی کھال بھی پاک ہو جاتی ہے۔ ہدایہ میں ہے: "كل إهاب دبغ فقد طهر وجازت الصلاة فيه والوضوء منه إلا جلد الخنزير والآدمي۔۔۔ ثم ما يمنع النتن والفساد فهو دباغ وإن كان تشميسا أو تتريبا لأن المقصود

1۔۔۔(شرح النووی علی المسلم، ج14، ص107، مطبوعہ بیروت)

يحصل به فلا معنى لاشتراط غيره ثم ما يطهر جلده بالدباغ يطهر بالذكاة لأنه يعمل عمل الدباغ في إزالة الرطوبات النجسة وكذلك يطهر لحمه هو الصحيح وإن لم يكن مأكولا "ترجمہ: ہر وہ کھال جس کے ساتھ دباغت کا عمل کیا جائے، وہ پاک ہو جاتی ہے، اور اس میں نماز پڑھنا، اور اس سے (بنے برتن سے) وضو کرنا، جائز ہے، سوائے آدمی اور خنزیر کی کھال کے، پھر ہر وہ عمل جو کھال کی بدبو اور خرابی کو ختم کر دے، وہ دباغت ہے، اگرچہ وہ دھوپ میں سکھانا ہو، یا مٹی کے ذریعے سکھانا ہو، کیونکہ ان سے مقصود حاصل ہو جاتا ہے، تو ان کے علاوہ کسی اور چیز کی شرط لگانا بے معنی ہے۔ پھر جو کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے، وہ ذبح سے بھی پاک ہو جائے گی، کیونکہ ذبح ناپاک رطوبتوں کو خارج کرنے میں دباغت والا کام کرتا ہے، اسی طرح اس کا گوشت بھی پاک ہو جائے گا، یہی صحیح ہے، اگرچہ اسے کھایا نہیں جائے گا۔[1]

فتاوی رضویہ میں ہے:"واگرازیں ہم گزریم وفرض کنیم کہ ذابح معاذ اللہ بہ نیت عبادت غیر کشت ومرتد گشت تاازینہم آنچہ لازم آید حرمت ذبیحہ است نہ نجاست پوست کہ نزد امام قاضیخان مذہب ارجح آنست کہ ذبح مطلقاً تطہیر جلد میکند اگرچہ ذابح مرتد یا مجوسی باشد۔ دربحرالرائق ست قد قدمنا عن معراج الدراية معزيا الى المجتبى ان ذبيحة المجوسي وتارك التسمية عمدا توجب الطهارة على الاصح وان لم يكن ماكولا وكذا نقل صاحب المعراج في هذه المسئلة الطهارة عن القنية ايضا هنا ويدل على ان هذا هو الاصح ان صاحب النهاية ذكر هذا الشرط بقيل معزيا الى فتاوى قاضي خان "ترجمہ: اس کو بھی اگر چھوڑیں

1.... (الھدایۃ، کتاب الطھارات، ج01، ص40،39، مطبوعہ لاہور)

اور ہم فرض کرلیں کہ معاذاللہ، ذبح کرنے والے نے غیر اللہ کی عبادت کی نیت سے جانور کو کاٹا اور وہ مرتد ہو گیا، تب بھی جانور حرام ہو گا، مگر اس کا چمڑا نجس نہ ہو گا، امام قاضی خان کے نزدیک راجح بات یہی ہے کہ ذبح مطلقاً چمڑے کو پاک کر دیتا ہے، خواہ ذبح کرنے والا مرتد یا مجوسی ہو۔ بحر الرائق میں ہے کہ ہم نے معراج الدرایہ سے مجتبیٰ کی طرف منسوب کرتے ہوئے پہلے نقل کیا ہے کہ مجوسی یا قصداً بسم اللہ نہ پڑھنے والے کا ذبیحہ بھی اصح قول کے مطابق پاک ہے، اگرچہ اس کا کھانا حرام ہے یونہی صاحبِ معراج نے بھی یہاں اس مسئلہ میں کو قنیہ کے حوالے سے طہارت کو نقل کیا ہے، اور اس کے اصح ہونے پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ صاحبِ نہایہ نے اس شرط کو قاضی خان کی طرف منسوب کرتے ہوئے قیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔"[1]

اس کی چند مثالیں:

(1) کسی کے ہاتھ میں زائد انگلی ہے، یا جسم میں کوئی بھی ایسی زائد چیز ہے، جو عام قانون فطرت کے خلاف ہے، تو شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے، اسے ختم کروانے کے لیے سرجری کی اجازت ہے۔

اب دیکھا جائے تو انگلی کا کٹوانا، عموماً، نہ درجہ ضرورت میں ہوتا ہے، اور نہ درجہ حاجت میں، یعنی نہ تو اس کی وجہ سے جان یا عضو کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اور نہ جمال مقصود فوت ہوتا ہے، اور نہ حرج و مشقت و ضرر والی صورت ہوتی ہے۔

1۔۔۔(فتاوی رضویہ، ج3، ص257، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نوٹ: جس طرح خلاف قانون فطرت کسی چیز کے اضافے کو ختم کروانے کے لیے سرجری کی اجازت ہے، تو خلاف قانون فطرت کسی چیز کی کمی کو دور کرنے کے لیے بھی اجازت ہوگی کہ جس طرح کسی چیز کا اضافہ عیب ہوتا ہے، اسی طرح کسی چیز کی کمی بھی عیب شمار ہوتی ہے، مثلا: جس طرح انگلی کا زائد ہونا عیب ہے، اسی طرح انگلی کا کٹا ہوا ہونا بھی عیب ہے۔

درمختار میں ہے: "واعلم أن العيوب أنواع خفي كإباق ---وظاهر كعور وصمم وأصبع زائدة أو ناقصة" ترجمہ: اور تو جان لے کہ !عیوب کی چند اقسام ہیں: خفی، جیسے غلام کا بھگوڑا ہونا، اور ظاہر، جیسے اندھا پن، بہرا پن، اور زائد انگلی یا کم انگلی۔ (1)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعًا زائدة أو شيئًا آخر قال نصير رحمه الله تعالى: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل، وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك" ترجمہ: جب کوئی شخص زائد انگلی یا کوئی دوسری چیز کاٹنا چاہے، تو امام نصیر علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اگر اس جیسی چیز کاٹنے میں ہلاکت غالب ہو، تو وہ ایسا نہ کرے، اور اگر حفاظت غالب ہو، تو اس کی گنجائش ہے۔ (2)

(2): جسم میں پیدا ہونے والے غدود عیب ہیں، تو ان کو ختم کروانے کے لیے فقہائے کرام نے سرجری کی اجازت عطا فرمائی ہے، حالانکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے جمال مقصود بھی فوت نہ ہو رہا ہو، اور نہ کوئی ضرر و تکلیف وغیرہ ہو، یعنی نہ وہ درجہ ضرورت میں ہو، اور نہ درجہ حاجت

1....(الدر المختار مع رد المحتار، باب خیار العیب، جلد 07، ص 204، مطبوعہ کوئٹہ)

2....(فتاوی ہندیہ، ج 5، ص 360، مطبوعہ کوئٹہ)

میں، بلکہ منفعت کے درجے میں ہو۔ فتاوی عالمگیری میں ہے:"من له سلعة زائدة يريد قطعها إن كان الغالب الهلاک فلا يفعل وإلا فلا بأس به كذا في خزانة المفتين" ترجمہ: جس کے جسم میں غدود ہوں، اوروہ ان کو کاٹنا چاہے، تو اگر ہلاکت غالب ہو، تووہ نہ کرے، ورنہ کوئی حرج نہیں، اسی طرح خزانۃ المفتین میں ہے۔[1]

فتاوی عالمگیری میں ہے:"والسلعة بالكسر عيب وهي زيادة تحدث في الجسد كالغدة تتحرک إذا حركت وقد تكون من حمصة إلى بطيخة" ترجمہ: سلعہ، سین کے کسرہ کے ساتھ، عیب ہے، اور یہ وہ زائد گوشت ہے، جو جسم میں پیدا ہوتا ہے، جیسے غدود، جب اسے حرکت دی جائے، تو یہ حرکت کرتا ہے، اور یہ چنے کی مقدار سے لے کر خربوزے کی مقدار تک ہوتا ہے۔[2]

(3): ہاتھ پاؤں وغیرہ ایسے مقام کی کھال جل گئی کہ جمال مقصود فوت نہ ہوا، اس صورت میں اگر زخم موجود ہے، اوراس کو ڈھانپنے کے لیے سرجری کی جارہی ہے کہ کھلا رکھنے میں انفیکشن وغیرہ کا خطرہ ہے، توخطرے کی نوعیت کے لحاظ سے یہ صورت ضرورت یا حاجت میں آئے گی، اوراس کے لیے نوعیت کے لحاظ سے سرجری کے احکام بھی مختلف ہوں گے، جو اوپر بیان ہو چکے، لیکن اگر زخم بھر چکا ہے، اب اس کے بعد جو ہاتھ یا پاؤں وغیرہ پر اس کا نشان باقی ہے کہ دیکھنے میں اچھا نہیں لگتا، تو یہ جمال غیر مقصود متاثر ہونے والی صورت ہے، اوراس صورت میں سرجری کروانا، درجہ منفعت میں ہے، تو اس کے لیے درجہ منفعت والے احکام لگیں گے، جو اوپر بیان ہوئے۔

1....(فتاوی عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، ج05، ص360، مطبوعہ کوئٹہ)

2....(فتاوی عالمگیری، کتاب البیوع، ج03، ص69، مطبوعہ کوئٹہ)

محقق العصر مفتی محمد نظام الدین صاحب قدس سرہ اپنے ہی جسم کے کسی حصے سے اپنے ہی جسم کی پیوند کاری کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"البتہ! اگر اس طرح کی پیوند کاری سے مقصود صرف جمالِ غیر مقصود کا تحفظ ہو وبس، تو اس کے لیے بدن کے کسی بھی غیر فاضل عضو کو کاٹنا جائز نہ ہونا چاہیے، جیسے پیٹ، ران، پیٹھ، بازو، سر کی جلد جل جائے، تو دوسری جگہ سے جلد کاٹ کر وہاں پیوند کاری کی اجازت نہ ہوگی کہ یہ اجازت بوجہ ضرورت ہے اور یہاں ضرورت کیا، حاجت بھی نہیں پائی جاتی۔ اور اگر اس سے جمالِ مقصود جیسے آنکھ کی پلک، ہونٹ، وغیرہ کا تحفظ مقصود ہو تو اجازت ہونی چاہیے۔"[1]

فتاوی بریلی میں زخم چھپانے کے لیے کی جانے والی پلاسٹک سرجری کے متعلق ہے: "بلاوجہ شرعی یہ سرجری بھی جائز نہیں جبکہ کسی ایسے زخم کو چھپانے کے لئے ہو جو محل عورت میں واقع ہو (یعنی ایسی جگہ، جس کا چھپانا ضروری ہو کہ بلاوجہ شرعی کشف عورت جائز نہیں)"[2]

(ہ) جسمانی تکلیف دور کرنا:

جسمانی تکلیف دور کرنے میں بھی مصلحت ہے کہ اس میں ضرر کا ازالہ ہے اور ضرر کا ازالہ مصلحت میں شامل ہے، لہذا اس کے لیے سرجری کرواسکتے ہیں، لیکن اس کے لیے بلاضرورت اپنے جسم کے کسی حصے سے کھال، یا کوئی اور حصہ اتار کر نہیں لگاسکتے، بلاضرورت کوئی حصہ لگانا ہو، تو یا تو مصنوعی، جائز چیز لگائی جائے، یا پھر حلال، مذبوح، جانور کا حصہ لگایا جائے۔

1....(صحیفہ مجلس شرعی، جلد دوم، ص502، دارالنعمان)

2....(فتاوی بریلی، ص189، زاویہ پبلشرز، لاہور)

المبسوط للسرخسی میں ہے:"ولو أمر رجلا أن يقطع أصبعه لوجع أصابه فيها فقطعها فمات منها لم يكن على القاطع شيء ---- لأن للآذن أن يفعل ذلک بنفسه فينتقل عمل المأذون إليه ويصير كأنه فعله بنفسه "ترجمہ:اوراگر کسی نے دوسرے کو حکم دیا کہ وہ اس کی انگلی کاٹ دے کہ اس میں اسے تکلیف ہوتی ہے،پس اس نے اسے کاٹ دیا،جس کی وجہ سے وہ مر گیا،تو کاٹنے والے پر کچھ نہیں،کیونکہ حکم دینے والے کو خود یہ کام کرنے کی اجازت ہے،تو جس کو اس نے اجازت دی ہے،اس کا عمل اسی کی طرف منتقل ہو جائے گا،اور ایسا ہو جائے گا کہ گویا اس نے خود یہ کام کیا ہے۔ [1]

(2)تجمیلی عمل جراحی(Cosmetic or Aesthetic Surgery):

اس سرجری میں کسی منفعت کا حصول یا کسی ضرر کا دفعیہ مقصود نہیں ہوتا،بلکہ محض افزائش حسن(خوبصورتی بڑھانا) مقصود ہوتی ہے،لہذا یہ سرجری بلا مصلحت ہے،تو اس کی شرعا اجازت بھی نہیں کہ اس میں تغییر خلق اللہ(اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز میں تبدیلی کرنا) ہے،جو کہ شیطانی عمل ہے،جس پر لعنت خداوندی کا استحقاق ہے۔

قرآن پاک میں شیطان کا قول بیان کیا گیا:﴿وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ ترجمہ کنز الایمان:"اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔"[2]

تفسیر روح البیان میں ہے:"﴿وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ﴾ بالتغيير ﴿فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ عن نهجه صورة وصفة. ويندرج فيه امور: منها فقئ عين الحامی---منها خصاء العبيد---منها الوشم ---منها

1....(المبسوط للسرخسی،ج16،ص17،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

2....(سورۃ النسآء،پ05،آیت119)

الوشر۔۔۔منها التنمص۔۔۔منها السحق "ترجمہ: اور میں انہیں ضرور تبدیلی کا حکم دوں گا، پس وہ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو اس کے طریقے سے ہٹا کر بدل دیں گے، صورت کے اعتبار سے بھی، اور صفت کے اعتبار سے بھی، اور اس میں کئی امور شامل ہیں: ان میں سے **حامی** (جانور) کی آنکھ پھوڑنا ہے، غلاموں کو خصی کرنا ہے، جسم پر گودنا ہے، دانتوں کو رگڑ کر تیز کرنا ہے، بھنویں نوچنا ہے، **اور** سَحق (عورت کا مرد سے مشابہت اختیار کرنا) ہے۔[1]

صحیح مسلم میں ہے: "عن عبدالله، قال: «لعن الله الواشمات والمستوشمات، والنامصات والمتنمصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله» "ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل نے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں، بھنویں نوچنے والیوں، اور نوچوانے والیوں، اور حسن کے لیے دانتوں میں خلا پیدا کرنے والیوں پر لعنت فرمائی، جو اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو بدلتی ہیں۔[2]

بخاری شریف میں جہاں حسن کے لیے دانتوں میں گیپ کرنے، کروانے والیوں پر لعنت آئی تو اس کی شرح میں عمدۃ القاری میں، علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "(للحسن)، يتعلق بالمتفلجات أي: لأجل الحسن، قيد به لأن الحرام منه هو المفعول لطلب الحسن، أما إذا احتيج إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس به "ترجمہ: (حسن کے لئے) یہ متفلجات سے متعلق ہے، یعنی حسن کے لئے دانتوں میں خلا پیدا کرنے والیوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، حسن کی قید کے

1....(تفسیر روح البیان، ج2، ص288، دار الفکر، بیروت)

2....(صحیح المسلم، ص845، رقم الحدیث 2125، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ساتھ مقید کیا گیا، کیونکہ اس میں سے وہی عمل حرام ہے، جو حسن کے لئے کیا جائے، بہر حال جب علاج یا دانت میں عیب وغیرہ کی وجہ سے اس کی حاجت ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔[1]

المفهم لما أشكل من تلخيص کتاب مسلم للقرطبی میں ہے "قال أبو جعفر الطبري في هذا الحديث: إنه لا يجوز للمرأة تغيير شيء من خلقها الذي خلقها الله تعالى عليه بزيادة، أو نقص، التماس الحسن لزوج أو غيره "ترجمہ: ابو جعفر طبری نے اس حدیث کے تحت فرمایا: عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ شوہر یا کسی اور کے واسطے حسین بننے کے لئے، اپنی اس بناوٹ میں کمی یا زیادتی کر کے تبدیلی کرے، جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا ہے۔[2]

تجمیلی عمل جراحی کی اقسام:

اس کی مختلف اقسام ہیں، جن میں سے کچھ کے نام اوپر مذکور ہوئے، ان میں سے بعض کی تفصیل بیان کی جاتی ہے:

(الف) بڑھاپے کی وجہ سے رونما ہونے والی تبدیلیوں کی پلاسٹک سرجری:

عمر کے تقاضے کی وجہ سے جو عام قانون فطرت کے تحت جسم میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، جیسے بڑھاپے کی وجہ سے چہرے پر رونما ہونے والی جھریاں وغیرہ، ان کو دور کرنے کے لیے سرجری کروانا بھی شرعاً جائز نہیں کہ یہ بھی تغییر خلق اللہ میں آتا ہے، جیسے بڑھاپے کی وجہ سے دانت بڑے اور موٹے ہو جائیں، تو ان کو باریک کروانا، اور ان میں گیپ کروانا، شرعاً جائز نہیں کہ حدیث پاک میں

1....(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج19، ص325، مطبوعہ کوئٹہ)

2....(المفھم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم، ج5، ص445، مطبوعہ بیروت)

اس پر لعنت فرمائی گئی ہے، اور اسے تغییر خلق اللہ شمار فرمایا گیا ہے۔

سنن نسائی میں ہے: "أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الوشر، والوشم" ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے وشر (دانتوں کو تیز اور باریک کرنے) اور وشم (گوندنے) سے ممانعت فرمائی ہے۔[1]

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: "و "الوشر" تحديد الأسنان، تفعله المرأة الكبيرة تتشبه بالشبات" ترجمہ: اور وشر کا مطلب ہے: دانتوں کو تیز کرنا، بوڑھی عورت جوان عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کے لیے ایسا کرتی ہے۔[2]

محدث ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ اس کے تحت فرماتے ہیں: "(عن الوشر):۔۔، وهو على ما في النهاية تحديد الأسنان وترقيق أطرافها، تفعله المرأة الكبيرة تتشبه بالشواب. قال بعضهم: وإنما نهى عنه لما فيه من التغرير وتغيير خلق الله تعالى" ترجمہ: نہایہ کے مطابق وشر کا مطلب ہے: دانتوں کو تیز کرنا، اور اس کی سائیڈوں کو باریک کرنا، بوڑھی عورت، جوان عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کے لیے ایسا کرتی ہے۔ بعض علما نے فرمایا: اس سے ممانعت کی وجہ صرف یہی ہے کہ اس میں دھوکا دینا ہے (حقیقت کے برخلاف صورت دکھانا ہے) اور اللہ تعالی کی تخلیق میں تبدیلی کرنا ہے۔[3]

1۔۔۔(سنن النسائی، ص1051، رقم الحدیث 5111، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

2۔۔۔(نخب الافکار، ج13، ص283، مطبوعہ قطر)

3۔۔۔(مرقاۃ المفاتیح، ج07، ص227، مطبوعہ کوئٹہ)

حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی میں ہے:"والوشر بالراء المهملة أن تحد المرأة أسنانها، وترققها تشبيهاً بالشواب "ترجمہ: وشر یہ ہے کہ عورت اپنے دانتوں کو تیز اور باریک کرے، جوان عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کے لیے (یعنی جوان نظر آنے کے لیے)[1]

فتح الباری لابن حجر میں ہے:"والتفلج أن يفرج بين المتلاصقين بالمبرد ونحوه وهو مختص عادة بالثنايا والرباعيات ويستحسن من المرأة فربما صنعته المرأة التي تكون أسنانها متلاصقة لتصير متفلجة وقد تفعله الكبيرة توهم أنها صغيرة لأن الصغيرة غالبا تكون مفلجة جديدة السن ويذهب ذلك في الكبر "ترجمہ: اور تفلج یہ ہے کہ جڑے ہوئے دانتوں کے درمیان ریتی وغیرہ کے ذریعے گیپ ڈالنا، اور عام طور پر یہ سامنے کے دو اور چار دانتوں کے ساتھ خاص ہے، اور اس میں عورت کا حسن ہے، پس بسا اوقات وہ عورت ایسا کرتی ہے، جس کے دانت جڑے ہوتے ہیں، تاکہ ان میں گیپ آجائے، اور کبھی بوڑھی عورت کرتی ہے، تاکہ کم عمر ہونے کا وہم ہو، کیونکہ عام طور پر کم عمر عورت کے دانتوں میں گیپ ہوتا ہے، اور ان کے نئے دانت ہوتے ہیں، جو کہ بڑھاپے میں جاتا رہتا ہے۔[2]

(ب): پہچان تبدیل کرنے کے لیے عمل جراحی (Identity Change Surgery) :

پہچان تبدیل کرنے کے لیے استعمال ہونے والے اہم جراحی طریقے درج ذیل ہیں:

- **رائنوپلاسٹی (Rhinoplasty):** ناک کی شکل اور سائز کو تبدیل کرنا، جو چہرے کی شناخت

1....(حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی، ج03، ص178، دار صادر، بیروت)

2....(فتح الباری لابن حجر، کتاب اللباس، ج10، ص455، مطبوعہ کراچی)

بدلنے کا سب سے موثر طریقہ سمجھا جاتا ہے۔

- **جینیوپلاسٹی (Genioplasty):** ٹھوڑی (Chin) کی ہڈی کو آگے بڑھانا، پیچھے کرنا، یا اس کی ساخت بدلنا، تاکہ چہرے کا پروفائل بالکل مختلف نظر آئے۔
- **اوٹوپلاسٹی (Otoplasty):** کانوں کے سائز یا ان کے سر سے فاصلے کو تبدیل کرنا۔
- **فیشل ایمپلانٹس:** گالوں (Cheeks) یا جبڑے کی ہڈیوں پر **ایمپلانٹس** لگا کر چہرے کی مجموعی ہڈیوں کی ساخت کو تبدیل کرنا۔
- **بلیفرپلاسٹی (Blepharoplasty):** پلکوں کی سرجری کے ذریعے آنکھوں کی شکل اور تاثرات کو بدلنا۔
- **فُل فیس لفٹ(Full Face Lift):** چہرے کی جلد اور بافتوں کو اس طرح کھینچنا کہ عمر اور شناخت کے آثار بدل جائیں۔
- **دیگر تبدیلیاں:** چہرے کی ساخت کی تبدیلی (Facial Feminization) اور آواز کی سرجری بھی اس کا حصہ ہو سکتی ہیں۔

حکم: اس میں اپنے کسی مفاد کے تحت اپنی پہچان چھپانے یا تبدیل کرنے کے لیے عمل جراحی کا ارتکاب کیا جاتا ہے، اور یہ مفاد عموماً مصلحت پر مشتمل نہیں ہوتا، بلکہ دھوکا دینے وغیرہ مذموم مقاصد کے تحت ہوتا ہے، لہذا اس کی شرعاً اجازت نہیں کہ اس میں ایک تو بغیر کسی مصلحت کے اپنے آپ کو تکلیف پہنچانا ہے، اور دوسرا اس میں تغییر خلق اللہ بھی ہے۔

(ج)خلاف جنس سے مشابہت کے لیے سرجری:

اسی طرح خلاف جنس کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کے لیے سرجری کروانا بھی شرعا جائز نہیں کہ یہ بھی بلا مصلحت ہے، نیز اس میں بھی تغییر خلق اللہ ہے۔

تفسیر رازی میں ہے:"قوله:﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ﴾وللمفسرين هاهنا:قولان:۔۔۔ القول الثاني: حمل هذا التغيير على تغيير أحوال كلها تتعلق بالظاهر، وذكروا فيه وجوها الأول: قال الحسن: المراد ماروى عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم:«لعن الله الواصلات والواشمات»قال وذلك لأن المرأة تتوصل بهذه الأفعال إلى الزنا۔۔۔ الثالث: قال ابن زيد هو التخنث، وأقول: يجب إدخال السحاقات في هذه الآية على هذا القول، لأن التخنث عبارة عن ذكر يشبه الأنثى، والسحق عبارة عن أنثى تشبه الذكر "ترجمہ: اللہ تعالی کے فرمان ﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ﴾ کے بارے میں مفسرین کے یہاں دو قول ہیں: دوسرا قول یہ ہے کہ اس تبدیلی کو اُن تمام احوال کی تبدیلی پر محمول کیا جائے، جو ظاہر سے متعلق ہیں، اور انہوں نے اس کی کئی صورتیں بیان کی ہیں: پہلی: حسن نے کہا اس سے مراد وہ ہے، جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم سے روایت کیا کہ (اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے والیوں، اور گودنے والیوں پر لعنت فرمائی) اور فرمایا کہ: عورتیں ان افعال کے ذریعے زنا تک پہنچتی ہیں۔ تیسری یہ کہ ابن زید نے کہا اس سے مراد مخنث بننا ہے، اور میں کہتا ہوں کہ اس قول کے مطابق سحاقات کو بھی اس آیت میں داخل کرنا لازم ہے، کیونکہ تخنث مرد کا عورت سے مشابہ ہونا ہے، اور سحق، عورت کا مرد

سے مشابہ ہونا ہے۔[1]

اس کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے:"مَردوں کا عورتوں کی شکل میں زنانہ لباس پہننا عورتوں کی طرح بات چیت اور حَرکات کرنا جسم کو گُود کر سرمہ یا سیندور وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش و نگار بنانا بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی جٹیں بنانا بھی اس میں داخل ہے۔"[2]

(د) تبدیلی جنس کے لیے عمل جراحی، جسے جینڈر ری اسائنمنٹ سرجری (GRS) یا جینڈر افِرمنگ سرجری بھی کہا جاتا ہے:

جینڈر افِرمنگ جراحی کی اہم اقسام:

اس جراحی کے عمل کو دو بڑی کیٹیگریز میں تقسیم کیا جاتا ہے:

- **مرد سے عورت میں تبدیلی:(MTF)**

اس کے لیے درج ذیل کام سرانجام دیئے جاتے ہیں:

- **ویجائنوپلاسٹی(Vaginoplasty) :** اس میں مردانہ اعضا کو زنانہ اعضا (Vagina) میں تبدیل کیا جاتا ہے۔
- **چھاتی کی سرجری:** زنانہ شکل دینے کے لیے بریسٹ امپلانٹس کا استعمال۔
- **چہرے کی نسوانیت :**(FFS) چہرے کے نقوش کو نرم اور زنانہ بنانے کے لیے سرجری۔

- **عورت سے مرد میں تبدیلی:(FTM)**

1....(تفسیر رازی، ج11، ص223، مطبوعہ لاہور)

2....(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 190، مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

اس کے لیے درج ذیل کام سرانجام دیئے جاتے ہیں:

- **ٹاپ سرجری:** چھاتی کے ٹشوز کو ہٹا کر مردانہ سینہ بنانا۔
- **فیلو پلاسٹی(Phalloplasty):** جسم کے دیگر حصوں (جیسے بازو) کی جلد استعمال کر کے مردانہ عضو (Penis) کی تخلیق۔
- **ہسٹریکٹومی(Hysterectomy):** بچہ دانی اور بیضہ دانی کو نکالنا۔

حکم: تبدیلی جنس والی سرجری ناجائز وحرام ہے کہ: **(الف)** اس میں بلا مصلحت اپنے آپ کو تکلیف پہنچانا ہے، **(ب)** تغییر خلق اللہ ہے۔

(ہ) جسم سے چربی کم کرنا(Suction-Assisted Lipectomy):

محض خوبصورتی کے لیے جسم سے چربی کم کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کی شرعا اجازت نہیں کہ بلا مصلحت ہے، اور تغییر خلق اللہ ہے، ہاں! اگر بغرض علاج ہو، جیسے بعض افراد کو بہت زیادہ موٹاپا ہوتا ہے، جو دوائی، ایکسر سائز وغیرہ کے ذریعے قابو نہیں ہوتا، اور اس کے باعث جسم عیب دار ہونے کے ساتھ ساتھ وہ طرح طرح کے جان لیوا امراض کا شکار ہو جاتے ہیں، یا ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے ڈاکٹر اس سرجری کو تجویز کرتے ہیں، تو ایسی صورت میں عیب دور کرنے، اور علاج کے لیے اس سرجری کی اجازت ہوگی۔

(و) ڈھلک جانے والی پلکوں کو نئی شکل دینا(Blepharoplasty):

محض خوبصورتی کے لیے پلکوں کی سرجری کروانا، جائز نہیں ہے، کہ بلا مصلحت ہے، اور تغییر

خلق اللہ ہے، ہاں! اگر علاج کی غرض سے ہو، جیسے بسا اوقات اس حد تک پلکیں ڈھلک جاتی ہیں کہ اشیاء دکھائی دینے میں رکاوٹ بنتی ہیں، تو ایسی صورت میں بقدر ضرورت سرجری کی اجازت ہو گی۔

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو حفص محمد عرفان مدنی

21 ربیع الاول 1448ھ/03 ستمبر 2026ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”حدیث پاک“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”طلب العلم فریضة علی کل مسلم“ ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، جلد1، صفحہ434، مطبوعہ بیروت)

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net